

پندرہوڑہ معارف فتح پر کراچی

مدیر: سید شاہد ہاشمی

MA'ARIF FEATURE

ناصب مدیران: مفتی ظفر خاں، سید سعیج اللہ حسینی، نویں نون - معاون مدیران: غوث الدین، محمد عبید قادری
ڈی - ۳۵، بلاک - ۵، فیڈرل بی ایریا، کراچی - ۷۵۹۵۰
نون: ۰۳۲۳۲۹۸۴۰ - ۰۳۲۸۰۹۲۰۱ (۹۲-۲۱)

مرتقبہ: www.irak.pk، وہب گاہ: irak.pk@gmail.com

فتح قربانیوں سے حاصل ہوتی ہے!

- ۱۔ **معارف فتح پر** ہر ماہ کی کمک اور سول تاریخوں کو شائع کیا جاتا ہے۔ اس میں دنیا بھر سے (ہمیں) دستیاب ایسی معلومات کا اختیاب پیش کیا جاتا ہے، جو اسلام سے وجہی اور ملت اسلامیہ کا در در کھٹے والوں کے غور فکر کے لئے اہم یامغاید ہوتی ہے۔
- ۲۔ پیش کیا جانے والا لوازم بالعموم بلا تصور شائع کیا جاتا ہے۔ کسی مضمون، نقطۂ نظر، خیال یا معلومات کا اختیاب کی وجہ سے ہمارا تفاصیل ہمیں، اس کی اہمیت ہوتی ہے۔ کسی مضمون یا معلومات کی ملک تربیت یا اس سے اختلاف پیش کیا جاوے کو بھی جگہ دی جا سکتی ہے۔
- ۳۔ **معارف فتح پر** کوہنہ بنانے کے لیے مفید معلومات کے حصوں یا ان کے ذریعہ تک رسائی میں آپ کی مدد کا خیر مقصد کیا جائے گا۔
- ۴۔ ہمارے فرماں کردہ لوازے کے مرید، لیکن غیر جاری ابلاغ کی عام اجازت ہے۔
- ۵۔ **معارف فتح پر** کی کوئی قیمت مقرر نہیں۔ تاہم عطیات کی ضرورت بھی رہتی ہے اور عطیات قبل بھی کیے جاتے ہیں۔ اسلامک دیسروچ اکیڈمی کو اچھی

طرح ہزار برس ہے، حالاں کہ بھی عمر بہر حال اُسے عذاب سے تو دو نہیں بچنے سکتے۔ جیسے کچھ اعمال یہ کر رہے ہیں، اللہ تو نہیں دیکھ رہا ہے۔” (ابرقہ: ۵۹-۹۲)

چنانچہ حماں کی طرف سے جیسے ہی راکٹ دانے جاتے تھے، پورے اسرائیل میں سارے نجاتیں تھے اور یہود آبادی کی غالب اکثریت نہ کروں میں جا چھپتی تھی۔ روز رو زکی اس صورت حال سے اسرائیلیوں پر کتنے گھرے مغلیقیاتی اثرات پڑے ہیں اس کا تجویزی اندازہ لگایا جا سکتا ہے، جب کہ اسرائیل کے بھوں سے غزہ کی کوئی رہائشی عمارت زمیں یوس ہوتی تھی تو اس کے لیکن ملے پر بیٹھ کر اللہ اکبر کاغزہ بلند کرتے اور فتح کا نشان بناتے تھے۔

عصر حاضر میں وظیفت، کی بیان دیں اتنی گھری کر دی گئی ہیں کہ دنیا بھر کے مسلمانوں نے اپنے فلسطینی بھائیوں کی کچھ مدد کرنی چاہی تو بھی نہیں کر سکے۔ اس موقع پر نہ کوئی نہ کوئی دشمن کی قیمت کا اندازہ کروؤں ڈار میں لگایا گیا ہے۔ اس طرح متعبد پہلوؤں سے اہل فلسطین کو اسرائیل پر سیاسی، عسکری اور فیضیاتی برتری حاصل ہوئی ہے۔

حالیہ جنگ نے یہود کے بارے میں قرآن مجید کے اس بیان کی تصدیق کر دی ہے کہ وہ زندگی کے بڑے حریص اور موت سے بہت زیادہ خوف زدہ رہنے والے ہیں۔ قرآن مجید میں ہے:

”ان سے کہو: اگر واقعی اللہ کے نزدیک آخرت کا گھر تمام انسانوں کو چھوڑ کر صرف تمہارے ہی لیے تھوڑا ہے، تب تو تمہیں چاہیے کہ موت کی تمنا کرو، اگر تم اس خیال میں سچے ہو۔ یقین جاؤ کہ یہ بھی اس کی تمنا نہ کریں گے، اس لیے کہ اپنے ہاتھوں جو کچھ کہا کر انہوں نے مہاں بھیجا ہے، اس کا تقاضا بھی اسرائیل حماں حالیہ جنگ کے نتیجے میں اہل فلسطین کو بہت سے فائدے حاصل ہوئے ہیں۔ تجزیہ نگار آنندہ کافی دنوں تک ان کا تجزیہ کرتے رہیں گے۔ مثال کے طور پر تھیہ فلسطین پس پشت چلا گیا تھا، اس جنگ کے نتیجے میں وہ پھر ابھر گیا ہے۔ عالمی سطح پر فلسطین کے جمیتی ممالک میں اضافے

اندرونی صفحات پر:-

- غزہ: میں نے مارچ میں شرکت کیوں کی؟
- ترکی عرب امارات رقبہ اور یورپی یونین پاکستان کا ”جیوا کشا مک فریب“
- باستانی حکومت میں اسرائیل و سوری عرب کو کیا گئی رعنایت کا نامہ
- وبا میں اور تعصّب بھارت میں کورونا بحران: چند حقائق
- بھارت اور جمیں کے درمیان خفت کشیدگی، تیار رہا جائے
- مودی کے عالمی خواب کا خاتمه
- کورونا کی وبا اور مودی کی واڑھی

بہترین گھر تمہیں عطا فرمائے گا۔ یہ ہے بڑی کامیابی۔ اور وہ دوسری بیڑے جو تم چاہتے ہو وہ بھی تمہیں دے گا، اللہ کی طرف سے نصرت اور تربیت ہی میں حاصل ہو جانے والی فتح۔ اے نبی! اہل ایمان کو اس کی بشارت دے دو۔ (القفو: ۱۰-۱۳)

عذاب ایم سے بچا دے؟ ایمان لا اؤ اللہ اور اُس کے رسول پر فرمائے۔ ان کی جدوجہد سے ثابت ہو گیا کہ فتح و کامرانی صرف زبانی مجنح خرچ سے نہیں حاصل ہو سکتی، بلکہ اس کے لیے قربانیاں ناگزیر ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ”اے لوگو جو ایمان لائے ہو! کیا میں بتاؤ تم کو وہ تجارت جو تمہیں میں کے نیچے نہیں بہتی ہوں گی اور اپدی قیام کی جھنوں میں

قابل نہیں۔ شدید رخیوں کو علاج کے لیے مغربی کنارے لے جانے کے لیے ہمیں انقلاب کرنا پڑتا ہے۔ اپنالوں کی حالت انہائی محدودیں ہیں۔ ان اپنالوں میں مارچ سے لائے جانے والے ۱۴۰۰۰ ارثیوں کو مشکل بھی امداد فراہم کی جا رہی ہے۔

عرب حکومتیں اور پورپی یونین نے سوائے بیانات کے ہمارے لیے کچھ نہیں کیا۔ ان تمام ریاستوں کا رویہ ہمارے حوالے سے شرعاً، مخالفت اور برولی پرمنی ہے۔ ہم سے غلامانہ طرزِ عمل کی توقع کی جا رہی ہے کہ ہم ان کے غلام اور ماتحت زندگی بس کریں، ان کے پچے ہوئے دستِ خوان پر شکم سیری کر لیں، اپنی موت کو تسلیم کر لیں اور مراجحت کا راستہ ترک کر دیں۔ ہمیں بتایا جا رہا ہے کہ ہمیں ہماری ہی غلطیوں کی وجہ سے گولی ماری جا رہی ہے۔

ہم جب اپنے ہاتھوں سے اپنے پیاروں کو قبر میں اتابار ہے ہیں، ہمیں معلوم ہے کہ عرب لیگ، پورپی یونین اور اقوام متحده ہمارے لیے کچھ نہیں کرے گی۔ ہمارے پاس ایک ہی قابل عمل راست ہے اور وہ عوامی طاقت کے ذریعے مقتضم جدوجہد کا راستہ۔ ہم عزت کی ہوت کو زندگی پر ترجیح دیں گے، ہمیں برسوں و جوکا، آس و امید کے درمیان رکھا گیا۔ بالآخر ہم نے اس فیصلہ کی تحریک کا آغاز کر دیا ہے۔

ایپی تحریک کو کامیابی سے متعلق انجام تک پہنچانے کے لیے ہمیں جنوبی افریقا کی عوامی جدوجہد سے سیکھنا ہو گا، یعنی زیادہ سے زیادہ عوام کو اس جدوجہد اور مشن کے لیے تحرک کیا جائے۔ ہمیں مختلف حکومتوں سے آزادی کی بھیک مانگنے کا رویہ بھی ترک کرنا ہو گا۔ کیا جنوبی افریقا کو مارگریٹ تھجور اور رونالڈ ریگن کی ہمدردیوں سے کچھ حاصل ہوا؟ ہمیں بلکہ افریقی عوام اور دنیا بھر کے باشیر انسانوں کی کوششوں اور مراجحت سے ہیں! سل پرستی کی ہفتہ بیت کا مقابلہ ممکن ہوا تھا۔

ہماری جدوجہد اور تحریک اخلاقی نمایاں دن پر استوار ہے، لہذا ہمیں فتح اور کامیابی، استقامت، عزیمت اور قربانیوں سے حاصل ہو گی۔ ان شاء اللہ! (ترجمہ: محمود الحسین صدیقی)

"Why I marched on may 14 in Gaza near the Israeli fence". ("aljazeera.com" May 16, 2018)

غزہ: میں نے مارچ میں شرکت کیوں کی؟

Haidar Eid

ہزاروں مردوں عورتوں اور بچے اپی ٹینی کے ساتھ اس مارچ میں میں آزادی فلسطین کے اس عظیم مارچ میں جب سے اس کا آغاز ہوا ہے یعنی میں دو تین مرتبہ شرکت کرتا ہوں۔ اس مارچ میں شریک ہو کر مجھے اپنا گاؤں زرخونہ بڑی شدت سے یاد آتا ہے، میرے اس گاؤں کو ۱۹۴۸ء میں اسرائیلی غاصب افواج نے نیست و نابود کر کے ہزاروں فلسطینیوں کو بے بخل کر دیا تھا، اس میں میرے والدین بھی شامل تھے۔ اس عظیم مارچ کا مقصد ۱۹۴۸ء سے شروع ہونے والے ظلم و نا انصافی کے خلاف آواز بلند کرنا ہے۔ ہماری اس جدوجہد کے بنیادی طور پر تین مقاصد ہیں:

ہمارا مطالبہ ہے کہ اقوام متحدہ کی قراردادوں کے مطابق تمام فلسطینیوں کی ان کے آبائی علاقوں میں واپسی ٹینی بنا لی جائے۔

غزہ پر انسانیت سوز مظالم نسل کشی اور بدریں حاصرے اور ناکرینی کو فور ختم کیا جائے۔

ہمیں امریکی سفارتخانے کی مقبوضہ یروشلم منتقلی کا متعصبانہ فیصلہ ہرگز قبول نہیں۔

اس مارچ کے شرکاء کا تعلق فلسطین کی مختلف سیاسی، سماجی جماعتوں اور رسول سوسائٹی سے ہے، یہ پوچینڈا یکسر غلط ہے کہ یہ مارچ حساس کی تحریک پر ہوا ہے۔ اس تحریک میں فلسطین کی تمام نمیاں سیاسی جماعتوں کی نمائندگی بیشمول فتح، پاپور فرنٹ، فلسطین بیرون، ڈیموکریٹک فرنٹ موجود ہے۔

۱۴ مئی کو میں ان ہزاروں مظاہرین میں شامل تھا جھوٹوں نے غزہ کے شرقی حصے کی جانب مارچ کا فیصلہ کیا۔ "آج فلسطین کی تاریخ کا نہایت اہم دن ہے۔ وہ دن جس کا ہر فلسطینی بنت پڑے تھا، یہ تحریر ہے جس سے نکتے سے پہلے کے پاس ڈیڑھ لاکھ سے زائد سپاہی، یکڑوں وار بیڑے، جدید ترین ٹینک، الیف سولہ طیارے، اپاچی ہیلی کاپڑ، ڈرون اور دیگر خودکار اسلحے موجود ہیں۔

اسرائیل کی ہر ممکن کوشش ہے کہ ہم اس کی غلامی اور حاصرے میں مصروف دلت آئیز زندگی گوارا کر لیں۔ ہمیں دن میں صرف چار گھنٹے بکھلی ملتی ہے۔ ہمارا ۵ فیصد پانی پینے کے میں نے اپی فیس بک وال پر لکھا۔ میرے ہمراہ میرے تین

چیز اور انقرہ میں دوریاں اور بڑھنگی ہیں۔ اس صورت حال میں یورپی یونین کے لیے مشکل ہوتا جا رہا ہے کہ وہ ترکی کی پالیسی کے جواب میں اتفاق رائے سے کوئی پالیسی بنائے۔

ان تازعات نے نیوکوئی متاثر کیا ہے، ترکی کی بیوپا اور اس تنظیم کو تحدہ عرب امارات سے ترجیحی تعلقات قائم کرنے سے روکے رکھتی ہے اور اس کی وجہ سے نیوغلوبی مالک میں اپنا بھرپور کروارا کرنے سے قاصر ہے۔

اس مقالے میں ترکی تحدہ عرب امارات تازع کے تاریخی تناظر پر نظرڈالی جائے گی اور اس پر تابدہ خیال کیا جائے گا کہ یورپی یونین کس طرح سے اپنی سلامتی اور خارجہ پالیسی کو اس رقبت سے متاثر ہونے سے بچا سکتی ہے۔ یورپی مالک اپنے آپ کو اس علاقائی تازع میں الجھانے سے گریز کریں اور اپنے مشترک مفاہمات میں کوئی ابہام نہ رہنے دیں۔ ابھی تک تو یورپ ترجیح خلوں کے ان تازعات میں اپنے مفاہمات کا تعین کرنے اور ان کے حصول میں ناکام رہا ہے، یعنی وجہ ہے کہ ترکی تحدہ عرب امارات رقبت کو ان تازعات میں اپنے مفاہمات کے لیے جگد میسر آتی ہے اور یورپ مشکلات کا شکار ہو جاتا ہے، جیسا کہ لیبیا، شام اور مشرقی روم میں۔ یورپ کو تازعات کے متنی اڑات سے نجٹے کے لیے حکمت عملی بنا کر رکھنی چاہیے۔ ترکی کے ساتھ نہ تنقیری و متحكم تعلقات رکھنا تزویری اتنے نظر سے یورپ کے لیے ضروری ہے۔ اس کی بڑی وجوہات پناہ گزیں گے جو اے سے مسائل اور تجارتی تعلقات ہیں۔ دوسری طرف تحدہ عرب امارات کا کرواریجہ روم کے خلی میں اہمیت اختیار کرتا جا رہا ہے۔ جس کو نظر انداز کرنا یورپ کے لیے آسان نہیں۔ یورپ کو دونوں ممالک کے ساتھ تعلقات میں برادری کا مظاہرہ کرنا ہو گا۔ آنے والے وقت میں ہو سکتا ہے کہ کسی موڑ پر ترکی تحدہ عرب امارات کی آپس کی رقباتیں ختم ہو جائیں، خاص طور پر انقرہ خلی میں اپنی تہائی کو ختم کرنے کے لیے تحدہ عرب امارات سے کوئی مصالحت کر لے۔ لیکن یورپ اپنی حکمت عملی مرتب کرنے کے لیے ان دونوں ممالک کے درمیان مصالحت کے انتشار کا متحمل نہیں ہو سکتا۔ یورپ کو اپنے پروں میں جاری مسائل سے نجٹے کے لیے اور ان دونوں ممالک کی دشمنی سے نجٹے کے لیے حکمت عملی تیار کرنے میں بکل کرنی ہو گی۔

مشرق و سطی یا یورپ کی پشت پر اس طرح کے تازعات کا بڑھنا یورپی یونین اور اس کے زکن مالک کے مفاہم نہیں۔ ہو سکتا ہے کہ ترکی اور تحدہ عرب امارات کے درمیان جاری

ترکی عرب امارات رقبت اور یورپی یونین

Asli Aydintasbas & Cinzia Bianco

کے پھیلاو کی جدوجہد نہیں کہا جا سکتا۔ دوسری طرف ابوظہبی اپنے آپ کو اسلامیوں کے خلاف جدوجہد میں اعتدال پسندی کا مشعل بردارا تباہت کرتا ہے۔ اگرچہ حقیقت میں وہ خلی میں ترکی کے اژورسون خواپنے لیے خطرہ سمجھتا ہے اور اسی کے خلاف جدوجہد میں مصروف ہے۔

ترکی اور تحدہ عرب امارات قرن افریقا سے لے کر مشرقی بحیرہ روم تک بہت سی پراکنی بندگوں میں شریک ہیں۔ اس کے علاوہ ان کی دشمنی واشنگٹن اور برلن کے ہالوں میں تو ان کی کی صفت، بندگاہوں اور سمندروں میں بھی پھیلی دکھائی دیتی ہے۔ حیرت انگیز بات یہ ہے کہ دونوں ممالک اپنی اس دشمنی کو لک کے داخلی معاملات کی بہتری اور عالمی سطح پر اپنے مقاصد کے حصول کے لیے استعمال کرتے ہیں۔ تحدہ عرب امارات کے لیے ترکی کی مخالفت سے فرانس اور یونان جیسے یورپی ممالک اور مغربی ممالک سے قربت میں اضافہ ہوتا ہے اور واشنگٹن میں بھی اس کی پوزیشن بہتر ہوتی ہے۔ اسی طرح انقرہ کے بارے میں اپنے بیانیے کو دونوں پر لاگو کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور مختلف پلیٹ فارمز پر ان کا خیال ہوتا ہے کہ ان کے ہی بیانیے کو صحیح سمجھا جائے۔ اور دونوں کے بیانیے آپس میں نکارو کی کیفیت پیدا کرتے ہیں۔ لیکن اس طرح کی بحث سے ان کی اصل معاذ آرائی پر دے کے پیچھے رہ جاتی ہے۔ جیسا کہ ۱۱۰۰ء سے یہ دونوں ممالک خلی میں ایک دوسرے کی مخالف سمت میں کھڑے ہوتے ہیں۔ تاہم یہ پہلو بحث طلب ہے کہ ان ممالک میں رقبت کی وجہ ابوظہبی کا "اسلامست بمقابلہ اعتدال پسندی" کا نظریہ ہے یا پھر انقرہ کا "جمهوریت بمقابلہ مطلق العنان بادشاہت" کا نیانیہ ہے۔ یہ تازع پچھے تو ہے مگر بنیادی طور پر یہ ریاستوں کے داخلی استحکام اور خلی میں اژورسون کی جگہ ہے۔

ماضی میں ترکی نے اخوان المسلمون سے بھی کامظاہرہ کیا۔ تاہم ۱۱۰۰ء کے عرب بہار کی کافی اور خاص کر ۲۰۱۲ء کے بعد انقرہ نے توسعی پسندادہ عز امّ اور قوم پرستی کو اپنی خارجہ پالیسی کا اہم حصہ بنا دیا ہے۔ اس حکمت عملی کا بنیادی مقصود تو صدر طبیب اپردوں کی داخلی حمایت میں اضافہ کرنا ہے، لیکن ساتھ میں اپنا کروارا دیکھا ہے، فرانس اماراتی حمایت یافتہ جرزل ظیفہ پتار کی فوج کی حمایت کر رہا ہے، جب کہ الٹی ترکی کی حمایت یافتہ Government of National Accord (GNA) کی مدد کر رہا ہے۔ اسی طرح قبرس اور یونان کے ترکی کے ساتھ بھری سرحدوں کے تازع میں تحدہ عرب امارات نے قبرس اور یونان کو بھرپور سیاسی و فوجی امداد فراہم کر کے اس تازع میں جلتی پر تبل کا کام کیا ہے۔ جس سے

ترکی اور تحدہ عرب امارات کا آبادی، رقبے اور فوجی طاقت کے حوالے سے آپس میں کوئی جو نہیں، تاہم دونوں ممالک ایک طویل عرصے سے آپس کے تازعات میں اٹھے ہوئے ہیں۔ اور ان کے آپس کے پھر میں مشرق و سطی اور شمال افریقا میں جغرافیائی و سیاسی تبدیلیوں کا باعث بن رہے ہیں۔ ان کی معاذ آرائی سے نہ صرف وہ علاقے عدم استحکام کا شکار ہو رہے ہیں جہاں سے یورپ کے مفادات وابستہ ہیں جیسا کہ لیبیا، بلکہ تو ان کی معاذ آرائی سے مشرق بحیرہ روم یعنی خود یورپ بھی متاثر ہونے لگا ہے۔ ان دونوں ممالک کی رقبت یورپ کی قفریت کو گھبرا کر تی جا رہی ہے۔ یورپی یونین کے ممالک کے لیے مشکل ہوتا جا رہا ہے کہ وہ نظر تجھہ و روم سے تعلق کوئی سریوط پالیسی تکمیل دیں۔

ترکی اور تحدہ عرب امارات دونوں ممالک تازعات کے بارے میں اپنے بیانیے کو دونوں پر لاگو کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور مختلف پلیٹ فارمز پر ان کا خیال ہوتا ہے کہ ان کے ہی بیانیے کو صحیح سمجھا جائے۔ اور دونوں کے بیانیے آپس میں نکارو کی کیفیت پیدا کرتے ہیں۔ لیکن اس طرح کی بحث سے ان کی اصل معاذ آرائی پر دے کے پیچھے رہ جاتی ہے۔ جیسا کہ ۱۱۰۰ء سے یہ دونوں ممالک خلی میں ایک دوسرے کی مخالف سمت میں کھڑے ہوتے ہیں۔ تاہم یہ پہلو بحث طلب ہے کہ ان ممالک میں رقبت کی وجہ ابوظہبی کا "اسلامست بمقابلہ اعتدال پسندی" کا نظریہ ہے یا پھر انقرہ کا "جمهوریت بمقابلہ مطلق العنان بادشاہت" کا نیانیہ ہے۔ یہ تازع پچھے تو ہے مگر بنیادی طور پر یہ ریاستوں کے داخلی استحکام اور خلی میں اژورسون کی جگہ ہے۔

ماضی میں ترکی نے اخوان المسلمون سے بھی کامظاہرہ کیا۔ تاہم ۱۱۰۰ء کے عرب بہار کی کافی اور خاص کر ۲۰۱۲ء کے بعد انقرہ نے توسعی پسندادہ عز امّ اور قوم پرستی کو اپنی خارجہ پالیسی کا اہم حصہ بنا دیا ہے۔ اس حکمت عملی کا بنیادی مقصود تو صدر طبیب اپردوں کی داخلی حمایت میں اضافہ کرنا ہے، لیکن ساتھ میں اپنا کروارا دیکھا ہے، فرانس اماراتی حمایت یافتہ جرزل ظیفہ پتار کی فوج کی حمایت کر رہا ہے، جب کہ الٹی کھل کر اٹھا رہا ہوتا ہے۔ اس لیے اس کو صرف سیاسی اسلام

میں بڑھ چکر کر حصہ لیا۔ ۲۰۱۴ء میں امارات کے وزیر خارجہ عبداللہ بن زید النہیان نے ٹوپی پر ایک ویڈیو شیئر کی جس میں ترک فوجیوں کو مدینہ شہر میں لوٹ مار کرتے دکھایا گیا تھا، یہ ویڈیو ایک صدی قبل کی تھی۔ اس ویڈیو کے شہر کرنے سے سفارتی سطح پر ترکی نے احتجاج کیا۔ ۲۰۱۴ء میں متحده عرب امارات میں امارات کے خواجہ امور کے نگران انوار گارگش نے ترکی کے تو سچ پسند نہ اعزام کے خلاف نہ صرف ذرا رائج ابلاغ میں بلکہ سفارتی سطح پر بھی آواز اخانے کی ضرورت پر زور دینے کی بات کی۔ جسم چیل کو انترو یوڈیو یتے ہوئے انہوں نے یورپ کو اس بات پر اکسالیا کروہ بھی فرائس کی طرح ایروان کے "اسلامی نظریاتی پروجیکٹ" کے خلاف مشترک موقف اختیار کرے، اس پروجیکٹ کے تحت ایردوان دوبارہ سے عثمانی سلطنت کا قیام چاہتے تھے۔ وہی پولیس کے سابق چیف شاہی خلفان نے ۲۰۱۴ء میں ترکی کے بائیکاٹ کا مطالبہ کیا اور کہا کہ جب لوگ ترکی کا سفر کرتے ہیں تو وہ دراصل ایک جا برانہ ریاست کی طرف سفر کرتے ہیں۔

ان حالات میں جب متحده عرب امارات اپنے عوام اور میان القوامی طاقتوں کے سامنے اپنے آپ کو "اسلامی ترکی" کے مقابل کے طور پر ایک اعتدال پسند ریاست کی حیثیت سے پیش کر رہا تھا میں اسی وقت ترکی غلبی بادشاہوں کو ان کے طرزِ حکمرانی کی وجہ سے خطے میں عدم استحکام کی وجہ پا کر پیش کر رہا تھا۔ ترکی کے ایک سیٹر عہد پیرا کاہنا تھا کہ "ہمارا نقطہ نظر متحده عرب امارات کے نظریے سے کم مختلف ہے۔" انھیں امریت پسند ہے جب کہ ہمارے ہاں اگرچہ جبوریت کمزور ہے لیکن پھر بھی جمہوری نظام حکومت ہی ہے۔ ہمارے ہاں انتخابات ہوتے ہیں ایک باقاعدہ حزب اختلاف ہوتی ہے، انتخابی مہم چلتی ہے، کیا اس سب کا قصور غلبی ممالک میں کیا جاسکتا ہے؟

پورپی اور امریکی پالیسی سازوں کے لیے یہ دونوں میانے پر بیان کن ہیں، ایک طرف ترکی ہے جو عرصے سے قائم برل آزادیوں کو کٹھوں کرتا جا رہا ہے اور دوسری طرف عرب ممالک جہاں جمہوری آزادی کو دوزدروز حددو دیا جا رہا ہے۔ صدر مری حکومت کا جانا رقبات میں اضافہ کا باعث: افراطی اور ایوبی ٹھیک میں اصل نکاش کا آغاز ۲۰۱۳ء میں اس وقت ہوا، جب عرب ممالک کی حمایت یافتہ صری فوج نے عرب ممالک کی حمایت سے جزل عبدالغفوریہ کی قیادت میں صدر مری کی حکومت کا تختہ المٹ دیا۔ صدر ایردوان اور

ممالک میں موجود بادشاہوں کو ظہرہ لاحق ہو گیا۔ اگرچہ ان کی اس ہلکہ کو انہوں نے اپنی احران حکومتوں کے لیے ایک جنپی کے طور پر لیا۔ انھیں یہ محسوس ہوا کہ ان کے مقامی معاشروں میں بھی اس قسم کی ہلکہ راخاہی ہے۔ متحده عرب امارات میں بہت سی محدود سطح پر مظاہرے ہوئے، جن کا الزام اخوان کی تو سچ پسند نہ اعزام کے خلاف نہ صرف ذرا رائج ابلاغ میں بلکہ

محاذ آرائی کو روکنا یورپی یونین کے لیے لگکن نہ ہو، تاہم وہ اس رقبات کے اڑاٹ کو کم کرنے، اس کو بہتر طریقے سے حل کرنے اور اس کے مضر اڑاٹ سے بچنے کے لیے حکمت عملی ضرور ترتیب دے سکتا ہے تاکہ اس کے اوڑر کی کے مابین تعلقات کشیدہ نہ ہوں، جس کے اڑاٹ پورے خلط پڑتے ہیں۔ عرب بہار پر خلطے کے ممالک کا مساماً بُلُقِ رِعْمَل:

ترکی امارات تازع کی ابتداء ۲۰۱۴ء کی "عرب بہار"

ترکی سے ہوئی۔ افراطی اس "عرب بہار" کی تحریک کو اپنے لیے ایک ایسے موقع کے طور پر دیکھ رہا تھا، جس سے فائدہ اٹھ کر وہ خلطے میں ایک طویل عرصے سے قائم طاقت کے توازن کو اپنی حمایت میں تبدیل کر سکتا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ خلطے میں اپنے ایزو ورسو خ کے دائرے کو بھی وسیع کر سکتا تھا۔ عرب بہار تحریک کے نتیجے میں یمن، یونیس اور مصر جیسے ممالک میں جماعتیں کو اقتدار ادا کریں گی، یعنی دنیا میں عالمی طاقتوں اپنے سلطنت اور طاقت کو قائم رکھنے کے لیے علاقائی طاقتوں کو اپنے نمائندہ کے طور پر استعمال کریں گی۔ ان علاقائی طاقتوں کے ذریعے وہ سیاسی اور معاشری ایزو ورسو خ کا دائرہ وسیع کرنے کی کوشش کریں گی۔ ایسے میں افراطی کا علاقائی طاقت کا جگہ اب مختلف نیٹ ورکس لے لیں گے، اس نظام میں علاقائی طاقتوں ایک کراہی کو پریشان کر رہا تھا۔ ترکی خلطے میں وہ واحد کروار ایوبی ٹھیکنی کو پریشان کر رہا تھا۔ ترکی خلطے میں وہ واحد حکومت تھی جسے ایک اسلامی پارٹی کامیابی سے چلا رہی تھی۔ اس لیے ترکی قدرتی طور پر عرب بہار کی تحریک میں شامل اسلامی تحریکیوں کا جنم مالک بن رہا تھا۔

۲۰۱۴ء میں AKP کی اشرافیہ نے سلطنت عثمانی کی تجدید نو کے ذوقے کرنا شروع کر دیے تھے اور وہ چاہئے تھے کہ ترکی عالمی مظہر نامے میں ایک بڑا اکردار ادا کرے۔ انھیں لگانا تھا کہ ترکی کے اس وقت کے وزیر خارجہ احمد داؤود اوکی "پرویز یوسوں سے مجنودوں سے پاک تعلقات" کی پالیسی اور مشرق وسطی میں ترکی کی سافٹ پاور کو بڑھانے کی حکمت عملی ایک کامیاب حکمت عملی ہے، جس سے ترکی کی چھتر افغانی و سیاسی طاقت میں بے پناہ اضافہ ہو گا۔ ترکی کے سابق سفیر کا کہنا ہے کہ ۲۰۱۴ء میں صدر طیب ایردوان کا خلیل تھا کہ "اسرائیل کو چھوڑ کر باقی پورا خطہ جلد ترکی کے زیر اثر ہو گا"۔ "عرب بہار" کے دوران افراطی نے مصر میں اخوان المسلمون کی حکومت اور یونیس میں الیکسندریہ کی حکومت سے نہ صرف قریبی سیاسی تعلقات قائم کر لیے بلکہ وہاں کے عوام کی بھی بھر پور حمایت کی۔ ۲۰۱۴ء میں صدر ایردوان نے شام میں بھی حکومت کی تبدیلی کی بھر پور حمایت کی اور وہاں کی حزب اختلاف کی جماعتوں کا کھل کر ساتھ دیا۔

"عرب بہار" کی تحریک کے اس سارے عمل سے غلبی

AKP پارٹی کے دیگر نہماصری فوج کے اس اقدام پر بہت بہت ہم ہوئے اور اس پر انہوں نے کھلے عام ناراضی کا اعلان کیا۔ صدر ایردوان نے رابعہ اسکو اپر ہونے والے قتل عام کے خلاف ”چار الگیوں“ سے ایک علمائی نشان بھی بنایا، اخوان المسلمون کے لوگوں سے اعلیٰ ترقی کے لیے بنایا گیا یہ علمائی نشان دنیا بھر میں مشہور ہوا۔

مصر میں مری حکومت کا خاتمه ہوا تو عین اسی وقت ترکی کے شہری علاقوں میں صدر ایردوان کے خلاف مظاہرے شروع ہو گئے۔ صدر ایردوان نے اپنے علمائی نشان کو استعمال کرتے ہوئے اپنی قدمات پسند بنیاد کو لوگوں میں مضبوط کیا اور اپنی پارٹی کو ان مظاہرین کے خلاف بھرپور استعمال کیا اور ان مظاہرین کے خلاف یہ پروپیگنڈا کیا گیا کہ ”صدر طبیب ایردوان چوں کا اخوان المسلمون کی حمایت کر رہے ہیں اس لیے غیر ملکی طاقتیں ملک میں انتشار پھیلانے کے لیے اس سیکولر لالبی کو استعمال کر رہی ہیں۔“

۲۰۱۳ء کے بعد سے ہونے والے ہر انتخابات میں صدر ایردوان نے اس پروپیگنڈے کو جیت کی کجھی بنا لیا ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ AKP پارٹی جمہوریت کی تبلیغیں ہے اور یہ ورنی طاقتیں ان ایجمنوں کے ذریعے ملک میں افراتقری پھیلانا چاہتی ہیں۔ اس بیانیے کو بنیاد بنا کر صدر طبیب ایردوان اپنے داخلی دشمنوں کے خلاف بھرپور کارروائی کرتے ہیں۔

ایسے یہ ہے کہ اماراتی قیادت بھی بالکل اسی طرح کا پروپیگنڈا اپنے ملک میں اصلاح (اخوان کی اماراتی شاخ) کے خلاف کیے جانے والے ظالمانہ کریک ڈاؤن کو صحیح ثابت کرنے کے لیے کر رہی ہے۔ اور اسی بیانیے کو اختیار کرتے ہوئے اماراتی قیادت نے مصری فوج کی بغاوت کو بھی جائز قرار دیا اور اس کی حمایت بھی کی۔

AKP کی قیادت کا کہنا ہے کہ مصر میں فوجی بغاوت کی ایک وجہ خلطے میں ترکی کے بڑھتے ہوئے اڑو رسوخ کو کم کرنا بھی تھا۔ عرب بھار میں ترکی کے موقف کی وجہ سے عرب عوام میں ترکی کی مقبولیت میں غیر معمولی اضافہ ہوا تھا۔ سیاسی کے اقتدار سنبالنے کے بعد اماراتی قیادت نے کوشش کی کہ تیونیں کی نہیں جماعت اور حکومت بھی اس کی اتحادی بن جائے اور ترکی سے دوری اختیار کر لے۔ (ترجمہ: حافظ محمد ولیون)

(---جاری ہے!)

"Useful enemies: How the Turkey-UAE rivalry is remaking the Middle East".
(ecfr.eu". March 15, 2021)

پاکستان کا ”جیوا کنا مک فریب“

عارف رفق

انٹریشنل پیس ریسرچ انسٹی ٹیوٹ کے مطابق امریکا نے نائیں الیون کے بعد سے پاکستان کو تین ارب ڈالر کا اسلو فراہم کیا

لیکن ۲۰۱۶ء کے بعد سے امریکی اسلحے کی فراہمی میں نیلیاں کی چیز ہے۔ واشنگٹن نے نہ صرف پاکستان میں دلچسپی کو ہدی ہے بلکہ وہ اسلام آباد کو جیلیں کے مضبوط اتحادی کے طور پر دیکھتا ہے۔ پچھلے سال جاری امریکی انسٹی ٹیوٹ آف پیس اسٹنڈی گروپ کی روپرٹ کے مطابق پاکستان اور جیلیں کے درمیان تعلقات حزیر مضبوط ہو گئے ہیں۔ روپرٹ میں پاکستان کو جیلیں اسلحے کی فراہمی محصل کرنے کے طالبے کے ساتھ پاکستان کے لیے جیلیں کی سفارتی اور دفاعی مدد کا امریکا کی جانب سے بھارت کی سفارتی اور دفاعی مدد کا قابلی جائزہ لیا گیا۔ اس صورتحال میں اسلام آباد کے لیے ایک معتدل روایہ اپناما بہت مشکل ہو گا، دوسرا جانب جیوا کنا مک پاکیس اپنانے کے لیے سخت اصلاحات کرنا ہوں گی، جس کی صلاحیت ہی پاکستان کے پاس موجود نہیں ہے۔

۱۵۱۵ء میں پاکستان اور جیلیں نے بیٹھ اینڈ روڈ سے شلک سی پیک منصوب پر شروع کیا۔ جس کے تحت جیلیں کے مغربی صوبے سنگاٹ نگ کو پاکستان کی تجھرے عرب میں موجود بندراگاہ سے شلک کیا جانا تھا۔ یہ ایک عظیم اقتصادی منصوبہ تھا۔ سی پیک کے تحت پاکستان بجلی، سڑک اور دیگر بنیادی ڈھانچے پر بیزی کے ساتھ اور ارب ڈالر خرچ کرنے میں کامیاب رہا۔ لیکن اس کے نتیجے میں پاکستان کی درآمدات میں اضافہ اور برآمدات میں کمی ہو گئی اور ملک کے زر مبارکہ کے ذخراں کم ہوتے چلے گئے۔ اس وقت نواز شریف کی حکومت نے انتخابی سیاست پیمانے کے لیے ناقص منصوبہ بندی کی، جس کے نتیجے میں پاکستان کو آئی ایم ایف کے پاس والپیں جانا پڑا گیا۔ اپنے آزار کے چھوڑس بعد بھی سی پیک معافی طور پر کمیں موجود نہیں ہے، شاید اس کا معاشر فائدہ بھی نہیں پائے۔ آج گوار بندرا گاہ پر کوئی کام نہیں ہو رہا ہے۔ کورونا وبا سے قبل کچھ اضافے کے باوجود جیلیں اور پاکستان کے درمیان تجارت بہت معمولی ہے۔ سابق (ان) میگی حکومت کے ایک ماہر معشاں نے پیش گئی کی کی تھی کہ ۲۰۲۰ء تک سی پیک کے ذریعے پاکستان کو سالانہ ۲ سے ۸ ارب ڈالر آمدی ہو گی، جو ابھی تک محض ایک خیالی اسلحہ پر احصار کرتا اور امریکا جیلیں کا مقابلہ کرنے کے لیے نئی دلیل کو جدید تھیار فراہم کر رہا ہے۔ اتناک ہوم

حالیہ نہتوں میں ملک کے طاقتو را ری چیف سسیٹ سینٹر پاکستانی عہدیداروں نے واضح طور پر کہا ہے کہ اب ملک کی خالجہ پاکیس جیوا کنا مک ہو گی۔ یہ ایک خوش آنکھ دیاں ہے۔ دہائیوں تک پاکستان کی جیو اسٹریٹجی حیثیت تبدیل ہوتی رہی، پاکستان سردو جنگ اور دہشت گردی کے خلاف جنگ کے دوران فرنٹ لائن اسٹیٹ رہا، جس سے بے شمار انسانی جانوں کا خسیاں ہوا اور ترقی کی رفتار کر کر گئی۔ جس کے نتیجے میں ملک ایک سیکورٹی اسٹیٹ میں تبدیل ہو گی۔ جیوا کنا مک پاکیسی صورتحال کو یہی تبدیل کر دے گی۔ اس اصلاح کی تعریفیں مختلف ہیں، لیکن پاکستانی عہدیداروں نے اسے جنگ کے خاتمے کے طور پر استعمال کیا ہے۔ گزشتہ ماہ ایک عوامی خطاب میں آری چیف جرزل قری جاوید باجوہ نے ایک جیوا کنا مک و وزن پیش کیا، جس میں کہا گیا کہ علاقائی تعاون اور آن و استحکام کا ماحول پائیدار ترقی کے حصول کا مرکز ہے۔ دنیا کے غرب ترین اور کم مربوط خطے کے لیے بلاشبہ یہ زبردست ثابت ہو گا لیکن اگرچہ جیلیں نیت کوایک طرف رکھ دیں تو پاکستان کے جیوا کنا مک تصور کا حقیقت کی دیوار سے لکرانے کا مکان زیادہ ہے۔ ملک کے لیے جیو پولیکس کے چھوٹ سے نکنا آسان نہیں ہو گا۔ خاص کر جب خطے میں تباہات ہیں اور علاقائی تعاون کی کچھی کوئی صورت موجود نہیں ہے۔

پڑوں میں انفانتن امریکی فوجی اخلاق کے بعد خانہ جنگی کے دھانے پر کھڑا ہے جبکہ لائن آف کنٹرول پر بھارت سے جنگ بندی کے باوجود اس بات کی کوئی علامت موجود نہیں کہ کوئی بھی فریق تباہ شتمہر پر اپنے روایتی موقف سے پیچھے ہیچے گا تاکہ دریا پام قائم ہو سکے۔ اس کے علاوہ امریکا اور جیلیں کی سردو جنگ میں باہمیان کے دور میں کمی ہونے کا کوئی امکان نہیں ہے۔ السا کی میں گزشتہ میں دو طرفہ دعا کراتے کے دوران امریکی اور بھی فوجی و فوجی میں تباہت جملوں کا تباول ہوا ہے۔ پاکستانی حکومت کا کہنا ہے کہ وہ امریکا جیلیں سردو جنگ کا حصہ نہیں ہیں گے، لیکن وہ گھیٹ کر اس جنگ کا حصہ ہائے جائیں گے۔ کیوں کہ اسلام آبادی دلیل کے خلاف اپنے دفاع کے لیے جیلیں اسلحہ پر احصار کرتا اور امریکا جیلیں کا مقابلہ کرنے کے لیے نئی دلیل کو جدید تھیار فراہم کر رہا ہے۔ اتناک ہوم

لاؤک ڈاؤن نے کپاس کی قیتوں میں کمی کر دی، جس کی وجہ سے کسانوں نے کپاس چھوڑ کر دوسری فصل اگانے کو ترجیح دی۔ لیکن پاکستان میں روئی کا بحران وبا سے پہلے بھی تھا۔ اس صنعت کو مسلسل چلنگوں کا سامنا ہے۔ موسیٰتی تبدیلوں کی وجہ سے پیداوار میں نیلیاں کمی ہوئی ہے۔ ۲۰۱۹ء میں ملک کی کپاس کی متوافق ایک تھائی فصل خراب موسم کی وجہ سے تباہ ہو گئی۔ جبکہ چینی پر سہیڈی نے کسانوں کو روئی چھوڑ کر گناہ کانے کا لائچ دیا۔ پاکستان کے لیے کپاس کی فصل کی اہمیت کے پیش نظر حکومت کو کپاس کے بیجوں کے معیار کو بہتر بنانے کے لیے تحقیقی اور لوگوں کی امداد کو دلگا کرنا ہو گا۔ لیکن، کثیر پاکستانی اپنے مسائل خود حل کرنے کی بجائے باہر سے کمی باتیاں حل خلاش کرتا رہا ہے۔ اس معاملے میں بھی پاکستان نے ایک بھان میں مدد کی درخواست کی ہے۔ درحقیقت سوتی فصل کی برسوں کی خرابی کے باوجود پاکستانی رہنماؤں نے کبھی اس پر توجہ نہیں دی ہے۔ ان کی بے حصی پروافع کردیتی ہے کہ پاکستان میں ایک اہم جیوا کاناک کھلاڑی کی حیثیت سے عالمی معیشت میں شرم ہونے کی تھی صلاحیت ہے۔ اپنے محروم جیوا کاناک کو بانے کے لیے سب سے پہلے گرفتار میں اصلاحات کرنا ہوں گی۔ جب تک کھلی کے قوانین کو تبدیل نہیں کیا جاتا پاکستان صرف بحران کا شکار رہے گا۔ کیوں کہ ملک کے بیشتر شہری پریشان جبکہ اشرافیا پر بڑھتے بینک بیلنس سے خوش ہے۔

(ترجمہ: سید طالوت (ائز))

"Pakistan's geoeconomic delusions".
(Foreign Policy". April 5, 2021)

عمران خان کی حکومت میں معاشی سورک گئی، برآمدات میں اضافہ دیکھنے میں آیا اور تجارت میں آسانی پیدا کی گئی، جس میں افغان سرحد پر تقلیل حمل میں آسانی پیدا کرنا بھی شامل ہے۔ لیکن پاکستانی قیادت کے لیے جیوا کاناکس پالیسی پر عمل نقصے پر خیالی لکیرس کھینچنے جبایا ہے۔ مثال کے طور پر عمران خان نے سری لنکا کو کمی پیک میں شامل ہونے کی دعوت دی۔ حالانکہ یہ واضح ہی نہیں کہ کمی پیک میں شمولیت کا مطلب کیا ہے۔ پاکستان کی دو اہم بندرگاہیں کراچی اور بن قاسم پورٹ پہلے ہی سری لنکا کی کلوبو بندرگاہ سے شپنگ اسٹاؤن کے ذریعے منسلک ہیں۔ جبکہ کلوبو جہاز رانی کا علاقائی مرکز ہے، یعنی دوسرے الفاظ میں کلوبو ایک مقابلہ بندرگاہ ہے۔ اگر پاکستان واقعی صورتحال تصحیح کی صلاحیت رکھتا ہے تو اس کا لاجٹک رابطوں کا تصور کسی ڈراؤنے خواب سے کم نہیں۔ ملک کے مشیر تجارت عبدالعزیز داؤن نے مارچ کے اوائل میں ایران اور ترکی کے ساتھ پاکستان تک مال برداری میں پلانے کا اعلان کیا۔ لیکن ملک کی ریلوے اسٹاؤن کی حالت کے پیش نظر لائچ کولٹوئی کر دیا گیا۔ عمران خان اور دیگر حکام پاکستانی بندرگاہوں کو وسط ایشیائی ملکوں کے لیے سمندریک ملکیت کے مختصر راستے کے طور پر پیش کرتے ہیں۔ بہت سی ریاستوں کے لیے یہ حق ہے، لیکن وسط ایشیائی علاقائی اقتصادی تعاون پروگرام اور ایشیان ڈپلومٹ بینک کے مطابق پاکستانی راستے، سرحدی مظہوری کے عمل اور دیگر جو باتیں سے انتہائی است اور مہنگے ترین ہیں۔ مثال کے طور پر ۲۰۱۹ء میں قازقستان، ازبکستان اور ترکمانستان میں تقریباً نو گھنٹے کے مقابله میں پاکستان سے سرحد پار کرنے میں او سطھا ۲۳ گھنٹے لگے، جبکہ پاکستان میں کلیرس لائگت ان ملکوں کے مقابلے میں تقریباً ۲۳ فیصد سے ۲۴۰ فیصد تک زیادہ ہے۔ ان وجہات کی وجہ سے کراچی اور بن قاسم پورٹ پر بجلی کی بے دریغ چوری کی وجہ سے بجلی کی تفصیل کا نظام بدستور بھیاں نکل منظر پیش کر رہا ہے۔ گڑ سسٹم کی خرابی اور بجلی کی بے دریغ چوری کی وجہ سے بجلی کی کارخانے تو نکائے لیکن میں انتہائی منافع بخش قیمت پر بجلی کے کارخانے تو نکائے لیکن بجلی کی تفصیل کا نظام بدستور بھیاں نکل منظر پیش کر رہا ہے۔ گڑ فوج کے فلاحی ثروت اور حکومتی ممبران کی ملکیت ہیں۔ مہنگی بجلی کے نتیجے میں پاکستان کی برآمدات کو مسابقت میں شدید مشکلات کا سامنا ہو گا، جس کے بعد گھریلو صنعتیں غیر ملکی مسابقات کے لیے سہیڈی کا مطالبہ کریں گی۔ ایسے میں نیا معماشی آغاز نہ ممکن نظر آتا ہے۔ پاکستان کو شعبہ تو انہی کی طرح کپاس کے بحران سے بھی شدید تقصیان کا نظر ہے۔ خام اور ولیوائیڈ کپاس پاکستان کی برآمدات کے لیے اپنائی ضروری ہیں۔ اس کے باوجود گزشتہ سال کے دوران روئی کی پیداوار ۲۳ فیصد کی وجہ سے ہے۔ جو تین دہائیوں میں سب سے کم سطھ ہے۔ اس کی کوکورنا کی وبا سے منسوب کیا گیا ہے۔ ابتدائی فربت ثابت ہوئی۔ پاکستان کے لیے جیوا کاناک اس لات جن

باقیہ: وبا میں اور تھصب

اس وقت دنیا کو جن مشکلات کا سامنا ہے اُن کے خواہے سے اڑاٹراشی سے کچھ بھی حاصل نہ ہو گا۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ تحقیقت پسندی کا مظاہرہ کرتے ہوئے ہر وہ کام کیا جائے جو دنیا کو مشکلات سے نکالنے کے لیے ناگزیر ہو۔ ہر ریاست کے اپنے مفادوں ہوتے ہیں گریہ وقت اپنے اپنے مفادوں کو ایک طرف ہٹا کر پوری دنیا کے مفاد کو دہن نہیں رکھتے کا ہے۔ امید رکھی جانی چاہیے کہ زیادہ سے زیادہ امریکی سیاست میں دیانت کو ترقیر رکھنے کے لیے فطری علم کی خیاد پر سامنے آئے والے حقائق کی ضرورت محسوس کریں گے۔ ایک بات کا تمام امریکیوں کو یقین ہوتا چاہیے۔ یہ کہ ڈنلڈ ٹرمپ نے جو نگرانی تھی متعارف کرائی ہے وہ امریکا کو ذرہ بھر مضبوط نہ کر سکے گی۔

(ترجمہ: محمد احمد نان)
"Of borders and metaphors".
(theglobalist.com". April 17, 2021)

بائیڈن حکومت میں اسرائیل و سعودی عرب کو دی گئی رعایت کا خاتمہ

Aaron David Miller
Richard Sokolsky

جو بائیڈن امریکا اور سعودی عرب کے درمیان بھی فاصلہ چاہتا ہے، بائیڈن نے انتخابی ہم کے دوران سخت لفظوں میں سعودی ریاست کی سفرا کا نہ ہم جوئی کو واضح کیا تھا، سعودی ریاست کو اس نے ایک ناپسندیدہ قوم کا ہا جہا انسانی حقوق پاہال ہوتے ہیں اور یہ میں بہادری کر کے سعودی عرب نے امریکا سے کیا معاہدہ توڑا تو بائیڈن نے سعودی عرب کی امداد بھی بند کر دی۔ بائیڈن کے طبق کے ایک دن بعد ہی امریکا یہ میں کے سلسلے میں سعودی عرب کو دی جانے والی امداد روک دی اور اس بات پر زور دیا کہ سعودی ریاست یہ میں کے معاملے میں نظر ہاتھی کرے، محمد بن سلمان کی سخت گیر غصیت سے امریکا نے مکمل ہاراضی کا انکھار کیا ہے اور واسطہ ہاؤس کے ترجمان نے یہ کہا ہے کہ بائیڈن محمد بن سلمان سے بات کرنے کے بجائے اپنے ہم منصب شاہ سلمان سے بات کریں گے۔

بائیڈن نے ایک واضح پیغام بھیجا ہے کہ ہم دوست رہ سکتے ہیں لیکن ہمارے تعلقات کی نیاد امریکا کے مفادات سے جزوی ہیں۔ ملکی مسائل اور دوسری خواجہ پالیسی اس وقت میری ترجیحات میں شامل ہیں، میرے پاس دوسرے ملکوں کے مسائل کے حل کے لیے وقت نہیں ہے۔ اگر خطہ میں امریکا کے لیے محفوظات کھڑی کی گلیں تو ہمارے درمیان معاملات پیچیدہ ہو جائیں گے۔

بائیڈن کے انتہائی اشاروں کا مطلب یہ ہے کہ بائیڈن سمجھی گی سے سعودی عرب اور اسرائیل سے تعلقات کو مستقل بنیادوں پر تبدیل کر دے گا بلکہ وہ اپنے سخت رویے کی وجہ سے یہ وظیم اور ریاض کو یہ پیغام دینا چاہ رہا ہے کہ یہیں معاملات کو تبدیل کرنے کی نیز بدلہ درست سمت میں لے جانے کی ضرورت ہے اور اپنی بات منوانے کے لیے بائیڈن کو مضبوط قوت ارادی اور خود اعتمادی کی ضرورت ہے۔

اسرائیل کے ساتھ تعلقات میں اس بات پر خاص توجہ دی جائے گی کہ اسرائیل سے فلسطین کے معاملے میں اقدامات کا جواب مانگا جائے اور امریکا کے مفادات کا بھی حساب رکھا جائے کہ امریکا نے جو اس کی مدد کی تو اسرائیل کتنا امریکی امیدوں پر پورا تھا اور کتنا اس نے اسے نظر انداز کیا۔ جو بائیڈن اسرائیل فلسطین تنازع کے لیے ایک جامع معابرہ چاہتا ہے، جس میں سرحدوں پر تعمیرات کو روکا جائے گا اور اسرائیل کو ۱۹۶۷ء کی سرحدوں تک لا دیا جائے گا، جس میں مشرقی یہودی میں شامل ہے جو میں الاقوامی تھٹھے نظر میں ضروری نہیں کہ میں صدر نہیں یا ہو کا بھی حامی ہوں!

کی رعایت دی گئی، ٹرمپ نے ایران کو دباو میں لینے کے لیے ایک متفقہ تحریک شروع کی یہ وظیم کو اسرائیل کا دار الحکومت تسلیم کرتے ہوئے وہاں امریکی سفارت خانہ کھول لیا، اسرائیل کے توسمی مخصوصے پر آنکھیں بند رکھیں، گولان ہائیس پر اسرائیل کے قبضے کو تسلیم کیا، فلسطین کے ساتھ بات چیت کے لیے اس مخصوصے پر جاری کیا گیا لیکن اس سے پہلے ہی ۳۰ فیصد مغربی کنارے پر اسرائیل کے حق کو تسلیم کیا گیا اس وجہ سے امریکا اور فلسطین کے درمیان سفارتی تعلقات خراب ہوئے، فلسطینیوں کو دی جانے والی امریکی امداد میں کمی کی وجہ سب سے زیادہ اہمیت اس بات کو دی گئی کہ کس طرح اسرائیل کے ساتھ تعلقات مضمبوط بنائے جائیں، کس طرح خلائقِ مالک اور عرب ریاستوں کے ساتھ سفارتی تعلقات بڑھائے جائیں۔

سعودی ریاست بھی ٹرمپ انتظامیہ کی موجودگی میں بہت تیزی سے اپنے مخصوصوں پر کام کر رہی تھی، ٹرمپ نے اپنی ہر طرح کی آزادی دے رکھی تھی یہیں یہ میں جلکی ہم جوئی اور تباہی کی مکمل آزادی تھی، اس کے علاوہ امریکی افواج یہیں میں سعودی آپریشن کے دوران ہر طرح کی امداد اور تعاون میں پیش نہیں رہتے تھے۔ محمد بن سلمان نے سعودی عرب میں اپنے شہروں پر جو ظلم کیا اسے چھپانے میں امریکا نے صرف پیش نہیں رہا بلکہ امریکا نے محمد بن سلمان کی جمال خانی کے قتل میں بھی پشت پناہی کی، ہتھیاروں کی خرید و فروخت کے معاملے میں کا گنگریں کے اعتراضات کا بھی بھرپور جواب دیا۔

اگرچہ ٹرمپ نے اپنی خواجہ پالیسی کی ترجیحات میں اسرائیل اور سعودی عرب کو سب سے اوپر رکھا ہوا تھا لیکن بائیڈن نے اپنی اپنی ترجیحات میں نیچے رکھا ہوا ہے، بائیڈن نے نہیں یا ہو کاں کرنے میں بہت دیر کر دی، اپنی صدارت سنبھالنے کے ایک مہینے بعد بائیڈن نے نہیں یا ہو کو فون کیا جب کہ ٹرمپ نے تیری کاں ہی نہیں یا ہو کو کی تھی اور سابق صدر اوباما پہلے دن ہی ایکہوں المرٹ سے ملے تھے۔ دیر سے فون کرنا تعلقات میں دوری کا سبب نہیں ہتا لیکن بائیڈن نے اپنا کر کے بہر حال ایک پیغام دیا ہے کہ میں امریکا کے اندر وطنی معاملات میں مصروف ہوں اور مشرق وسطی میری ترجیحات میں شامل نہیں ہے، میں اسرائیل کا حامی ہوں لیکن

کی رعایت دی گئی، ٹرمپ نے ایران کو دباو میں لینے کے لیے ہر انتخاب کے اثرات ہوتے ہیں اور بائیڈن کے چیزیں کے اثرات سب سے زیادہ اسرائیل اور ریاض میں نظر آ رہے ہیں، انتخاب چیزیں کے نوراً بعد بائیڈن نے سعودی ولی عہد محمد بن سلمان اور اسرائیلی وزیر اعظم کو واضح طور پر یہ پیغام دیا کہ ”ٹرمپ کے دور صدارت کی عیاشی اب ختم ہو چکی ہے۔“

بائیڈن دونوں ممالک کے ساتھ تعلقات کو یکسر تبدیل کرنے کی خواہش نہیں رکھتے لیکن وہ ان ریاستوں کے ساتھ خالجہ تعلقات کو متوازن طریقے سے لے کر چنانچا ہے ہیں، ایسا طریقہ جس میں ان دونوں کو امریکی مفادات کو بھی سامنے رکھتا ہو گا۔ ٹرمپ دور کے برکلے اسرائیل اور سعودی عرب کو امریکا کے مفادات کو مد نظر رکھتے ہوئے اپنی پالیسی بنا لی ہو گی اور امریکی مفادات کا احترام بھی کرنا ہو گا۔ بائیڈن نے واضح طور پر پیش یا ہو اور محمد بن سلمان کو یہ اشارے دیے شروع کر دیے ہیں اور بدلتی صورت حال میں یہ دونوں اس بات پر تو شویں کا شکار ہیں کہ بائیڈن کی پالیسی کی ترجیحات میں وہ دونوں کہاں پر کھڑے ہیں۔ وہ یہ بات واضح طور پر محسوس کر رہے ہیں کہ وہ دونوں اب امریکی دلچسپیوں کا مرکز نہیں رہے اور انہیں مستقبل کی پالیسی سازی میں پچونک پچونک کر قدم رکھنا ہو گا، امریکی مفادات سے روگرانی اپنے کے لیے لمکن نہیں ہے۔

بائیڈن جگہ اپنیں چاہتا ہیں یا اب سعودی عرب اور اسرائیل پر محصر ہے کہ بائیڈن ان کے خلاف سخت اقدامات کرے یا نہیں کرے، سخت اقدامات کا انحصار بھی ایم بی ایس اور بی بی کی امریکی مفادات کے حق میں پالیسی پر ہے کہ وہ خطے میں اس اور استحکام کے لیے امریکا کی محاذیت کریں گے یا اس کے خلاف کھڑے ہوں گے۔

یہ ایک حیرت انگیز حقیقت ہے کہ ٹرمپ نے صدر بنتے ہی اپنا پہلا دورہ میں ۲۰۲۰ء میں اسرائیل اور سعودی عرب کا کیا تھا۔ ٹرمپ کا دور صدارت ان دونوں ممالک کے لیے ”مفت ہاتھ لگخواز“ کی طرح تھا، امریکا کی سیاسی تاریخ میں آج تک ایسا نہیں ہوا کہ امریکا کو استعمال کیا گیا ہو اور بدلتے میں اس نے کچھ نہ لیا ہو اور ساتھ تھا تھرے رویے کا بھی سامنا ہو۔ امریکا کے مفادات کا خیال رکھنے اسرائیل کو ہر طرح

و با میں اور تعصیب

خود کو ”باشدہاگر“ کے طور پر بھی پیش نہیں کر سکتے۔ وہ ڈنلڈ ٹرمپ کے ساتھ سائنس اور صحت عامہ کے خواہے سے خدا کھولے دیتے ہیں۔ سینیٹ لائزے گراہم نے حال ہی میں متعدد امراض کے معروف ماہر ڈاکٹر فوشی پر بھی تقید سے گریز نہیں کیا، جنہوں نے سابق امریکی صدر کے تحت بھی کام کیا اور اب کورونا کے معاملات میں مرکزی مشیر کی حیثیت سے صدر جزو فایپرین کے ماتحت بھی قوم کی خدمت کر رہے ہیں۔ سینیٹ لائزے گراہم نے ڈاکٹروں سے کہا ہے کہ وہ ممکن ہے سرحد پر جا کر دیکھیں کہ کورونا کی دہلاتی تیزی سے کیوں بھیں رہی ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ وہاں غیر قانونی تاریکین وطن کو گرفتار کر کے بھگ مقامات پر ساتھ رکھا جا رہا ہے۔ اس کے نتیجے میں کورونا کی دہلاتی تیزی سے بھیں رہی ہے۔ یہ سب کچھ بیکاس میں ہو رہا ہے۔ وہ یہ ساری باتیں اس لیے کہ رہے ہیں کہ امریکا میں لوگ وطنی امریکا سے آئے والوں کے خواہے سے انتہائی احتاط ہو جائیں۔

امریکی نائب صدر کلماہیز کو ایک مشکل صورتی حال کا سامنا ہے، جو ان کے کام کو مشکل تر بناتی ہے۔ وہ لاطینی امریکا کے رہنماؤں پر زور دے رہی ہیں کہ وہ کورونا اور دیگر معاملات پر ایسی پالیسی اپنائیں جو سب کے لیے قابل قبول ہو۔ وہ اس خواہے سے بریانگر لے رہی ہیں، روپوں کا مطالعہ کر رہی ہیں۔ یہ ایک مشکل کام ہے جو ایک خاتون کو سونپا گیا ہے۔ کلامہ ہیرس اچھی طرح سمجھتی ہیں کہ دنیا کا ایمیر تین ملک ہونے کے ناطے امریکا کے پاس ایک اچھا موقع ہے کہ دنیا کو دکھائے کہ ایک بڑے ہجران کا پادری سے سامنا کس طور کیا جاتا ہے۔ تارکین وطن اور پانچ گزین کیپوں کے خواہے سے صرف امریکا کو مطعون نہیں کیا جاسکتا۔ کتنی دوسرے ممالک کو بھی اس خواہے سے پریشان کرنے کی امداد میانا نہیں ملتی۔ چین کی مثال بہت نمایاں ہے جس کی سرحد میانمار سے ملتی ہے۔ میانمار میں سیاسی انتشار بہت زیادہ ہے۔ وہاں سیاسی خرایوں کا گراف بلند سے بلند تر ہوتا جا رہا ہے۔

افغانستان اور شام میں جاری جنگوں کے باعث یورپی یوین کو بھی تارکین وطن کے خواہے سے ہجران کا سامنا رہا ہے۔ افریقا میں بھی خوراک اور تو انکی کے خواہے سے صورت حال تیزی سے بگزتی جا رہی ہے۔ ایسے میں سوچا جاسکتا ہے کہ یورپ کو آئے والے اغوشوں میں افریقا سے بھی بہت بڑی تعداد میں تارکین وطن کا سامنا ہو سکتا ہے۔

باقی صفحہ نمبر ۶

کرنے کی روشنی میں امریکا میں بھروسہ قائم کیا۔

مختلف ادوار میں مختلف یہار پوں اور باؤں کو عالمی طور پر معاشروں، اقوام یا ممالک سے جوڑا جاتا رہا ہے۔ عام طور پر ایسا کرنے کا مقصد تشریع یقیناً ہوتا ہے۔ پیشتر معاملات میں یہ محض عالمی معاملہ ہوتا ہے۔ سوزین سوئیک کہنی ہیں کہ علامت یا کتابیہ دراصل اس بات کا نام ہے کہ کسی چیز کو ایسا نام دیا جائے جو دراصل کسی اور چیز سے جوڑا ہو۔ سوزین خود بھی کینسر کی مریض تھیں اس لیے وہ ایک اہم نتیجے تک پہنچیں۔ انہوں نے یہ سمجھا کہ علامات اور اشارے و کتابیے معاشرے کی کسی بھی ہلاکت خیز یہاری سے نہیں کے عمل میں مریضوں کو مطعون کرنے کے لیے استعمال کیے جاتے ہیں۔ سوزین نے کینسر، ایڈز اور ہپ دی کو میسوں صدری کی پیاری قرار دیا۔

اس وقت امریکا میں کورونا کی وبا کے غیر معمولی پھیلاؤ کے لیے جنوبی سرحد (میکسیکو) کو ذمہ دار قرار دیا جا رہا ہے۔ یہی وہ سرحد ہے جہاں (میکسیکو کے) لاکھوں غربی افاس، تشدید اور کورونا وائرس سے نجات حاصل کرنے کے لیے سرحد عبور کرنے کے لیے کوشش ہیں۔ امریکا میں میٹریم میڈیا کے ذریعے جاہن بوجھ کر پیٹاڑ دیا جا رہا ہے کہ میکسیکو کے باشندے کورونا سے نجات کے لیے امریکا آنا چاہتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ ان کے ذرکر وطن کے بیانوی اسباب غربت اور تشدد ہیں۔

سابق امریکی صدر نے ایسی کیفیت پیدا کی جس میں میکسیکو سے آنے والوں کے لیے عام امریکیوں کے دلوں میں شدید ناپسند ہیگی، بلکہ فرقہ پیدا ہوئی۔ کوشش یہ تھی کہ عام امریکی میکسیکو کے تارکین وطن سے اتنی فرقہ کر کے کہاں کی آمد قبول کرنے لیے تیار رہے۔ ری پبلکن پارٹی کے پیشتر کارکنوں اور ہنماؤں کا طریقہ واردات یہ ہے کہ ”ہم اقتدار سے ہا ہر ضرور ہیں مگر لوگوں کو ڈراؤن کتے ہیں۔“

جنوبی کیرولائنا کی سیاسی قیادت نے معاملات کو جنید بگاڑ دیا ہے۔ سینیٹ لائزے گراہم اور ان کے ہم خیال لوگوں نے میکسیکو کے تارکین وطن کے خلاف فضا تیار کرنے میں غیر معمولی دلچسپی لی۔ لائزے گراہم آج کل بہت بدحواس سے ہو گیا۔ جن پر حملہ کیے گئے وہ ایشیائی نسل کے باشندے امریکی شہری ہی تھے۔ کسی بھی بڑی یہاری یا وہا کو سیاسی بیانوں پر کسی ایک گروہ، نسل، معاشرے، قوم یا ملک سے منسوب

Terri Langston

1918ء میں ”آئینش فاؤ“ نے دنیا بھر میں 2 تا 4 اکروز افراد کو ہوت کے گھٹ اتارا۔ اس فلاؤ کو نام اس لیے دیا گیا تھا کہ ایکین پہلی عالمی جنگ میں شریک نہ تھا۔ مغرب کی جو دوسری قومیں پہلی عالمی جنگ میں شریک تھیں انہوں نے عکری مقاصد کے لیے آئینش فلو سے ہونے والی ہلاکتوں کے حقیقی اعداد و شمار چھپا کر کوتھی جی دی۔ اس خوف سے کوئی حکومتیں فلو سے ہونے والی ہلاکتوں کے اعداد و شمار کو اپنے حق میں استعمال کریں گی، مغرب کے بہت سے ممالک نے صحافت کی آزادی پر بہت حد تک قدغن لگائی۔ پہلی عالمی جنگ کے پیشتر مغربی شرکا کے ہاں اخبارات اس معاملے میں خاموش و کھاکی دیے۔ ہسپانوی اخبارات نے فلو کے ہاتھوں بلاک ہونے والوں کے اعداد و شمار بیان کرنے میں تسلی میں پہنچا ہٹ دکھائی۔ ہسپانوی اخبارات نے تو یہ بات بھی نہ چھپائی کہ خود پوری دنیا میں اس فلاؤ ”آئینش فاؤ“ کا نام دیا گیا۔

پریس کی آزادی کو 1850ء سے 1877ء کے دوران تحریر کیے جانے والے ہر دستور میں کسی نہ کسی طور شامل کیا گیا۔ اس سے یہ اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ بہتر حکمرانی کے لیے پریس اور اٹھاوار رائے کی آزادی کو کس قدر را ہم گردانا جاتا تھا۔ یہ معاملہ تھا پہلی عالمی جنگ کے موقع کا۔ ایک صدی بعد بھی حالات کچھ خاص نہیں بد لے ہیں۔ کیا آپ بھول گئے ہیں کہ امریکا کے سابق صدر ڈنلڈ ٹرمپ نے کورونا وائرس کو ”چانکا و ارس“ اور ”وہان و ارس“ تراویں میں ذرا بھی درج تھیں لگائی تھیں۔ بے نیا و اڑام تراشی کا رجحان آج بھی عام ہے۔ یہ جلن حتم ہونے کا نام نہیں لے رہا۔ ڈنلڈ ٹرمپ نے جو بڑھکیں ماریں، اُس نے ان کے حمیوں کو نیا اس حد تک متناہی کیا۔ چین کا نام یعنی کا مطلب تھا کو رونا و ارس کا لازام ایشیائی باشندوں کے سرمنڈھنا۔ ڈنلڈ ٹرمپ کے ریمارکس کے بعد امریکا میں ایشیائی باشندوں پر جملوں کا سلسہ شروع ہو گیا۔ جن پر حملہ کیے گئے وہ ایشیائی نسل کے باشندے امریکی شہری ہی تھے۔ کسی بھی بڑی یہاری یا وہا کو سیاسی بیانوں پر

بھارت میں کورونا بحران: چند حقائق

Colin Todhunter

طرح کرونا کے معاملے میں ابتدائی مرحلے میں مریض کو پتا ہی نہیں چلتا کہ وہ کرونا میں بنتا ہو چکا ہے۔ پیشتر واقعات میں ہوتا یہ ہے کہ جو شخص کرونا میں بنتا ہوتا ہے خود اسے بھی معلوم نہیں ہو پاتا کہ وہ کرونا میں بنتا ہو چکا ہے۔ یہ مرحلہ چپ چاپ گز رجاتا ہے۔ علامات ظاہر ہوتی ہیں نہ کچھ خاص کمزوری۔ کچھ لوگوں میں معمولی سی علامات ظاہر ہوتی ہیں۔ جن میں مریض سنگین شکل اختیار کرتا ہے وہ اور بھی کم ہوتے ہیں اور مرنے والوں کی تعداد ان سے بھی کم ہوتی ہے۔ کرونا کے معاملے میں بھی ایسا ہوا ہے۔

بیہان تینگلو اکتے ہیں ”ہمیں بھی معلوم نہ ہو سکے گا کہ کرونا کی وبا بھارت میں درحقیقت کس حد تک پھیلی ہے۔ یہ تعداد جانے کے لیے ہمیں ایسے لوگوں کا ڈیڑا درکار ہو گا جو کرونا وائرس میں بنتا ہونے کی واضح علامات کے حامل ہوں۔ بھارت میں عام طور پر ایسے لوگ کرونا ٹیسٹنگ کروا رہے ہیں جو کسی بھی اعتبار سے کرونا کی وبا کا شکار نہیں ہوئے اور ان میں علامات بھی ظاہر نہیں ہوئیں۔ بھی میں کرونا کے ۸۵ فیصد اور بلکور میں ۹۵ فیصد واقعات میں علامات ظاہر نہیں ہوئیں۔ یہ نکتہ ذہن شیں رہنا چاہیے کہ علامات کے بعد ہوا کی لپیٹ میں ہیں۔ بڑھتے ہوئے واقعات میں خطرہ بہت کم رہ جاتا ہے۔“

بھارت میں کرونا کی دہانے اُتنی جاہن نہیں چاہی۔ حقیقی اس

کے نتیجے میں پیدا ہونے والے خوف نے پھیلائی ہے۔ اس میں میڈیا میک سسٹم کی خرابی کا بھی اچھا خاص عمل دل ہے۔ اسی ائمکنی کے ذریعے منتظر کیسہ کو بھی ثابت بنایا گی۔ ایک بڑی مصیبت یہ ہے کہ کسی کو وارسا سی کھانی ہو جائے یا چھکنک آئیں تو ڈاکٹر سوچے سمجھے بغیر کرونا نیٹ تجویز کر دیتے ہیں۔ کرونا کا سیستم جو بھی ہے اسی کا نتیجہ ہے کہ بھارت میں کرونا کا سیستم تجویز کرنے والے خوب نے پڑا۔

بھارت کے معاملے میں بہت آسانی سے ایک طرف نہیں غلط تشخیص کے متعلق کوہتا ہے۔ علامات کے متعلق راہ نما ہدایات ایسی ہیں کہ کسی بھی شخص کو بہت آسانی سے کرونا کا مرض قرار دیا جاسکتا ہے۔ معاملہ ایسا چیز ہے کہ یہ کہنا بہت مشکل ہے کہ کون واقعی کرونا وائرس کا شکار ہو کر مرنا اور کس کو غلط تشخیص کے باعث یہ لیبل دیا گیا۔

غلط تشخیص کے متعلق میں یہ شہر ایسی ہی حرفاً کیفیت سے دوچار ہے اسی طبق جو بھارت نے ”بھارت کے کرونا بحران کا تاثر“ ہنالیا جاسکتا۔ جو بھی ایک مضمون میں لکھا ہے کہ دلی اور دمگر بھارتی شہروں میں خصائی آلودگی کے ضرر کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ ہر سال انکی دونوں میں یہ شہر ایسی ہی حرفاً کیفیت سے دوچار ہوتے ہیں۔ مختلف فصلوں کی کثافتی کے وقت بھی لوگوں کو سانس لینے میں شدید مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ فصل کی کثافتی کے بعد رہ جانے والے کچھے کو جلانے سے ہر سال بھارتی بچا، ہریانہ، دلی اور دمگر علاقوں میں لوگوں کو سانس کی بیماریوں اور چیزیوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

بھارت میں مپ وق اور سانس سے متعلق بیماریاں (جو بالعموم نہیں کا سبب ہیں) سب سے زیادہ ہلاکتوں کا باعث بنتی رہی ہیں۔ فھلکی آلودگی بڑھنے سے ہر سال سانس کی بیماریوں میں بنتا ہوا افراد کے لیے مشکلات بڑھ جاتی ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ اس وقت میڈیا میں بھارت کے حالے سے جو کچھہ آ رہا ہے وہ سب کا سب حقیقت پر نہیں۔

ایک بڑی مشکل یہ ہے کہ بکھیں کی کم کے شروع کیے جانے کے بعد سے یہ اندازہ لگانے کی سجدید کوش نہیں کی

آج کل مغربی میڈیا میں بھارت میں پھیلی ہوئی کرونا کی وبا اور اس کے شدید اثرات دونوں ہی کا بہت زیادہ ذکر ہو رہا ہے۔ اس میں کوئی بھی نہیں کہ اس وقت کرونا کے حوالے سے بھارت کی صورت حال بہت خراب ہے۔ ایک طرف تو نئے واقعات بڑی تعداد میں سامنے آ رہے ہیں اور دوسری طرف بلکتون کی تعداد بھی تیزی سے بڑھتی ہے۔ سب سے بڑھ کر یہ کلک کے بہت سے علاقے شدید بدحواسی کی لپیٹ میں ہیں۔ بڑھتے ہوئے واقعات میں خطرہ بہت کم رہ جاتا ہے۔“

بھارت میں کرونا کی دہانے اُتنی جاہن نہیں چاہی۔ حقیقی اس کے نتیجے میں لوگوں کو ہواں باختہ کر دیا ہے۔ بھارت کے معاملے میں بہت سے علاقے کرونا وائرس کے ہاتھوں پیدا ہونے والی صورت حال سے شدید مشکلات محسوس کر رہے ہیں مگر ہمیں کرونا وائرس کے اثرات اور محکمات میں فرق کو سمجھنا ہو گا۔ بہت سے اُوی چیزوں اور ویب سائٹس نے ریٹنگ بڑھانے کے لیے خبروں کو سختی خیز انداز سے میل کا سات اور شائع کرنے میں زیادہ وجہتی لی ہے۔ آسیں کا بھرمان موجود ہے گرائے بہت خطرناک انداز سے پیش کیا گیا ہے۔ پریل کے آخر میں ”نیو یارک پوسٹ“ نے بھارت میں آسیں کے بھرمان سے متعلق ایک خبر شائع کی تو سڑک پر پیش ہوئی ایک خاتون کی تصویر بھی شائع کی، جن کے پاس ہی آسیں کا خالی ساندہ رپڑا ہوا تھا۔ یہ تصویر ہایلے بھرمان کی نہیں بلکہ گزشتہ رس آنہر اپر دلیش میں گیس کے اخراج کے موقع کی ہے۔ صحیح عالمہ سے متعلق امور کے ماہر اور سیاسی تجویز کار بیہان تینگلو نے دنیا بھر میں کرونا وائرس کے حوالے سے بھی اہم کوارڈا کیے۔ سوچے سمجھے بغیر آسیں کیسہ برآمد کرنے کی پالیسی اپنائی گئی۔ آسیں اتنے بڑے بیانے پر برآمد کی گئی کہ جب لوگوں کو بیماری نے آگیرا تو ملک میں آسیں ناپید ہوئی۔

آل اغذیا انسٹی ٹیڈت آف میڈیا میک سائز اور اغذیا کا دلسل آف میڈیا میک سریچ کے ڈائریکٹر زنے میڈیا کو تباہی کے ملک بھر میں بغیر علامات والے کرونا مریضوں کی بھرما رہے۔

یہی اور دوسری لہر میں اصلًا کوئی فرق نہیں۔

بیہان تینگلو اکتے ہیں کہ دوسرے بہت سے امراض کی واقعات اور ہلاکتوں کی تعداد میں اضافے سے متعلق ہے۔

بیہان تینگلو اکتے ہیں ”ہمیں بھی معلوم نہ ہو سکے گا کہ

یاد رکھنے کی بات یہ ہے کہ بھارت میں اس وقت کو روٹا
وارس سے جامات واقع ہو رہی ہیں اُس سے کہیں زیادہ
اموات تو روزانہ اسہال سے واقع ہوتی ہیں۔ پینے کے صاف
پانی کی شدید قلت اور صفائی تھرائی کے نامناسب انقام سے
اسہال کے علاوہ بھی کئی بیماریاں بیدا ہوتی ہیں، جن کی وجہ میں
آکر روزانہ بہت بڑی تعداد میں لوگ موت کے منڈ میں چلے
جاتے ہیں۔ یہ تعداد کو روٹا سے مرنے والوں کی تعداد کے
 مقابلے میں کہیں زیادہ ہے۔ (ترجمہ: محمد احمد خان)

"India, COVID and scientific integrity"
(globalresearch.ca". May 4, 2021)

گوارانہ کی گئی۔ پروفیسر امیتو بیزرجی نے بھی یوہاں تینگو کی
طرح کو روٹا ویکسین کے حوالے سے ریپانس اور وکی نیشن
سے متعلق مسائل اجاگر کیے ہیں۔ سوچ کبھی بغیر، ہبہ بڑے
پیانے پر یکسینش شروع کرنا بھی ایک بڑا ہوا کھلینے جیسا
ہے۔ بھارت میں ہبہ دیکھ کر رونکھ کی وجہ میں بھی ایک
زمانے سے لگائی جا رہی ہے مگر بھر بھی مطلوب تناخ اب تک
حاصل نہیں ہو سکے ہیں۔ یہ خدا بھی موجود ہے کہ اگر پوری
تیاری کے بغیر ویکسین کی گئی اور یعنی اعلیٰ ادھورا رہ گیا تو ملک بھر
میں بہت بڑے پیانے پر جو چیز گیاں بیدا ہوں گی۔

گئی ہے کہ ویکسین کے اثرات کیا رہے ہیں۔ حکومتی سٹیپر اس
حوالے سے جو اعداد و شمارجی کیے گئے ہیں ان کی افادیت پر بھی
سوالیہ نہیں رکھا ہے۔ ویکسین لگوانے کے بعد ملک بھر میں
لاکھوں افراد بیمار پڑے اور جب انہوں نے کو روٹا نیست کروایا
تو تینی بیت ربہ اس کے نتیجے میں بھی اپنے لوں پر بڑا ذرہ گیا
اور صورت حال بے تاب و ہو گئی۔ اپنے لوں میں ایسا بھی ہوا ہے
کہ عام مریضوں کے ساتھ کو روٹا کے مریضوں کو رکھا گیا جس
کے نتیجے میں نئے واقعات کی تعداد بڑھ گئی۔ اسی طور پر بعض
وارڈز میں کو روٹا کے مریضوں کی تعداد زیادہ تھی اور وہاں عام
مریضوں کو بھی رکھا گیا۔ دو ماہ قبل بھارت میں ویکسین لگوانے
کے حوالے سے شدید پنچھاہٹ پائی جاتی تھی۔ ویکسین کے مکمل
اثرات کے حوالے سے بہت سی کہانیاں گردش کر رہی تھیں۔
سوش میڈیا پر بہت کچھ اتنا سیدھا پھیلایا جا رہا تھا۔ بعض
ماہرین کا کہنا ہے کہ حکومت نے لوگوں کو ویکسین لگوانے پر مجبور
کرنے کے لیے ان میں خوف پیدا کرنے کی وانتشت کوشش کی۔
ان کا کہنا ہے کہ مستقبل سے متعلق کوئی کلیدی فیصلہ کرنے کے
حوالے سے بھارت دورا ہے پر کھڑا ہے۔

یوہاں تینگو اچھد قانون دانوں اور متاثرہ شہریوں کے
ساتھ مل کر حکومت کے خلاف مقدمات دائر کرنے کی تیاری کر
رہے ہیں۔ یہ مقدمات علامات کے بغیر مرض کے چھیننے کی
بات اور محنت مند افراد کی کو روٹا ٹیسٹنگ کے حوالے سے ہوں
گے۔ ان مقدمات کا مقصد یہ ہو گا کہ حکومت کو روٹا ٹیسٹنگ
ٹے اور تسلیم شدہ معیارات کے مطابق کروائے۔ یہ لوگ
کو روٹا ویکسین کو بھی چیلنج کرنے والے ہیں کیونکہ بہت
سے معاملات میں ویکسین کے شدید نقصانات سامنے آئے
ہیں جن میں بہت سی اموات بھی واقع ہوئی ہیں۔

"نیشنل بیرالڈ" میں شائع ہونے والے ایک مضمون
میں پروفیسر امیتو بیزرجی نے لکھا ہے کہ بھارت میں صورت
حال کی ایسی شدید خرابی کو روٹا وارس کی ہلاکت خیزی کے
باعث نہیں بلکہ اپنال پہنچنے والوں کی تعداد میں غیر معقولی
اضافے کے باعث ہوئی ہے۔ اس سے صحبت عامہ کے
بنیادی ڈھانچے کی خرابیوں کا سچی پتا چلتا ہے۔ صحبت عامہ سے
متعلق خدمات غیر معیاری ہی نہیں، غیر مساوی بھی ہیں۔

انہائی غریب طبقے کو محنت کی بنیادی سوچیں برائے نامہ میں
پائی ہیں۔ آسیکھن کے بھر ان کا بھی بیکی معاملہ ہے۔ یہ سب
کچھ منصوبہ سازی نہ کرنے کا نتیجہ ہے۔ آسیکھن بڑے پیانے
پر برآمد کی جاتی رہی اور ملک کے بارے میں سوچنے کی زحمت

بلقیس: کورونا کی وبا اور مودی کی واڑھی

بھارت میں پنچھاہٹ والے دیگر داہب بہت حد تک وحدانیت کی
بات کرتے ہیں۔ انہا پسند ہندوؤں نے ہندو ازم کو ایک ایسے
ذمہ بہ کے روپ میں پیش کیا ہے، جس میں دوسروں کو قول
کرنے کی گنجائش برائے نام ہے۔ اس روٹش پر گاہزن ہونے
سے بھارتی معاشرہ انتشار کا شکار ہو رہا ہے۔ مودی ہندو ازم کی
جن اقدار کو مانتے ہیں وہ اُس بیکار ازم اور رواداری کے منافی
ہیں جن کی خاتمت بھارت کے آئین میں دی گئی ہے۔

ہندو انتہا پسندوں نے اقتدار میں آنے کے بعد قیلووں
سے متعلق جو پالیسیاں تنظیل دی ہیں ان سے بھارت کو اچھا
خاص انتصان پہنچا چکا ہے۔ کو روٹا کی وبا کے دروازہ مودی کی
انہا پسند ہندو حکومت نے جو کچھ کیا ہے اُس نے بھی اچھی
خاص خرافیاں بیدار کی ہیں۔ گزشتہ برس کو روٹا کی وبا کی بیلہ ہر
کے دروازہ بھارت ہر میں مسلمانوں کو اس وبا کے پھیلاؤ کے
حوالے سے مطلع کرنے کی کوشش کی گئی تھی۔ مودی نے کبھی
کے میلے کے انعقاد کی اجازت دی اور ریاستی اسکیلیوں کے
انتخابات کے حوالے سے جلوں پر بھی کوئی پابندی نہیں لگائی
گئی۔ اس کے نتیجے میں بہت بڑے پیانے پر یہ وبا پھیلی اور
ابحالت یہ ہے کہ یومیہ ساڑھے تین سے چار لاکھ بھارتی
باشندے کے کو روٹا وارس کے گڑھے میں گر رہے ہیں۔ اتر
پردیش کے علاقے ہر دو اڑ میں کمھ میلے کے سلسلے میں کم سے
کارپولیں تک کم و بیش ۲۸۸ کاٹھا افراد جمع ہوئے۔

بہر کیف، مودی کی طرف سے دیا جانے والا یتاثر کسی
سے ہضم نہیں ہو پا رہا کہ وہ حقیقی معنوں میں ایک ہندو خصیت
اور نجات دہنہ ہیں۔ مودی جی واڑھی منڈوا کیں نہ
منڈوا کیں، اس تاثر کو ضرور منڈوا کیں۔ (ترجمہ: محمد احمد خان)
"COVID and Mr. Modi's Beard".
(theglobalist.com". April 27, 2021)

نتیجے میں دونوں ممالک کی جانب سے ایک دوسرے پر فضائی حملے کیے گے۔ بھارت کی جانب سے ۱۹۷۱ء کے بعد پہلی بار سرحد پار حملے کیے گے۔ پاکستان کی جانب سے جوابی فضائی حملے اور بھارتی پالک کی گرفتاری پر اعلیٰ بھارتی ملکارانے ائمیں صلاحیت کے حامل میزائل استعمال کرنے کی دھمکی دی۔ اگرچہ دونوں ممالک نے کسی طرح اس کشیدگی پر قابو پالی، لیکن اس واقعہ سے واضح ہو گیا کہ مستقبل میں کسی تازع کے نتیجے میں دونوں جانب سے اپنے مقاصد کے حصول کے لیے ہر یہ طاقت کے استعمال کا خطرہ ہو رہا ہے۔

حالیہ برسوں میں چین اور پاکستان کے بڑھتے اسٹریٹجیک تعلقات کے پیش نظر مستقبل میں ولی اور اسلام آباد کے تازع میں بھیگ کی شمولیت کا امکان ہے۔ چین پاک اقتصادی راہداری پر چین کی جانب سے اربوں ڈالر سرمایہ کاری کی گئی ہے۔ سی پیک منصوبے پاکستان کے تازع علاقوں میں جاری ہیں۔ بینگ نے ۲۰۱۹ء کے بھرجن میں پاکستان اور بھارت کو اشتغال انگریزی سے روکنے کے بجائے اسلام آباد کا موقف تسلیم کر لیا کہ بھارت کو مستقبل کی جاریت سے روکنے کے لیے کشیدگی میں اضافہ کرنے کی ضرورت ہے۔ ہر یہ یہ کہ پاکستان کی طرح چین بھی بھارتی کشمیر کے کچھ حصوں پر دعویٰ کرتا ہے اور اسی لیے اگست ۲۰۱۹ء میں کشمیر کے حصوں آئینی حیثیت ختم کرنے کے بھارتی اقدام پر تقدیر کرچکا ہے۔ اگر بھارت اور پاکستان کے درمیان تعلقات بہتر کرنے کی کوشش ناکام ہو جاتی ہیں، جیسے مااضی میں ہوتی رہی ہیں تو ایک اور بھرجن چین اور پاکستان کو بیک وقت بھارت کے خلاف کھڑا کر سکتا ہے۔ بھرجن کی چیزیں میں ہر یہ اضافہ کرتے ہوئے چین اور بھارت نے ۲۰۲۰ء میں سرحدی کشیدگی کو دو طرفہ تعلقات کے دیگر شعبوں تک پڑھا دیا۔ اس اقدام کا مقصد اپنے عزم کا اٹھا رہا۔

بھارت نے جون ۲۰۲۰ء میں جنوبی بھرجن چین میں جنگی جہاز تعمیمات کیے، جس پر چین کی جانب سے فوری اعتراض کیا گیا، اس کے ساتھ بھارت نے وی پیچیت اور نکال کی جسی چینی اپنی کیشنز پر پابندی لگائی اور چینی کمپنیوں کی بھارت میں حساس منصوبوں میں شرکت کو محظوظ کر دیا۔ جس کے جواب میں چینی ہمکروں نے اکتوبر ۲۰۲۰ء میں میں کے الیکٹریٹی نظام پر سائبھر حملہ کر کے شہر میں بلیک آؤٹ کر دیا۔ اگرچہ دونوں جانب سے اس طرح کے اقدام کا مقصد سرحدی پر ہر یہ فوجی تصادم سے پچنا تھا، لیکن اس سے پتا لگتا ہے کہ

بھارت اور چین کے درمیان سخت کشیدگی، تیار رہا جائے

اگست ۲۰۱۹ء میں بھارت کی جانب سے جوں و کشمیر کی آئینی حیثیت کی اچانک تبدیلی نے چین اور پاکستان کے ساتھ علاقائی تباہ کو برداشتہ ادا کیا تھا۔ جس کے نتیجے میں بھارت کی بھائی ضروریات میں اضافہ ہو گیا۔ اس معابدے سے مسلح تصادم کا فوری خطرہ کم ہو گیا، لیکن تباہ برقرار ہے اور کسی بھی وقت تازع پھر سراخا سکتا ہے۔ جیسا کہ بھارتی وزیر خارجہ سراج علیم نے بتکرنے ۲۰۲۰ء میں چین اور بھارت کے تعلقات کو انتہائی پریشان کرنے کا قرار دیا۔ ۱۵ میں ہنگامی مخصوصہ بندی یہودریم (سی پی ایم) نے امریکی یکورٹی مفادات کے حوالے سے چین اور بھارت کے درمیان فوجی تصادم کے خطرے کو اجاگر کیا تھا۔ یہ خطرہ ابھی تک باقی ہے اور اس پر توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ امریکی صدر جو باہدانا کو بھارت کے ساتھ اپنی بڑھتی ہوئی اسٹریٹجیک شراکت داری کے پیش نظر جنوبی ایشیا میں کشیدگی میں کمی کو بہتری کے لیے موجودہ معابدے پر عمل پیرا رہیں گے۔ چین اور بھارت کے ملکوں کی مسلح افواج کو تصادم کے قریب لے جائے گا۔ ۲۰۲۰ء میں شدید کشیدگی کے دوران شامل بھارت کی سرحد پر دونوں جانب سے ہزاروں فوجیوں کو تعمیمات کیا گیا تھا۔ بھارت نے رواں برس کے آغاز میں چینی خطرے کے پیش نظر پاکستانی سرحد پر تعمیمات اسٹریٹجیک کوری تنظیم نو کے منصوبے کا اعلان کیا ہے۔ اس سے چین کے حوالے سے بھارت کے مستقبل کے رویے کا بتا چکا ہے۔ رواں برس کے آغاز میں پاکستان اور بھارت نے اسی پر جنگ بندی کیا گیا تھا۔ اسی پر جنگ بندی کا اعلان بھی کیا گیا، لیکن اس کے باوجود اپنی ولی چین اور پاکستان کے درمیان اسٹریٹجیک شراکت کے پیش نظر محتاط رہے گا۔ گزشتہ برس پاکستان اور بھارت کے درمیان تازع کا نتیجہ ایڈیشن میں عل کریا۔ اس کے ایڈیشن ایم نے پاپا کہ غیر مل شدہ تازعات بھیج گی اور اپنی کے درمیان قائم امن کے لیے چیلنج بن سکتے ہیں۔ کسی بھی ایک جگہ تازع کے نتیجے میں دونوں ممالک کے سیاسی اور اسٹریٹجیک مفادات واؤ پر لگیں گے اور پھر بھرجن کے دوران ایڈیشن اس کا اٹھا کرنا، فیصلہ سازی کرنا اور تشدید سے پہنچ کے لیے القدام کرنا اپنائی پیچیدہ ہو جائے گا۔ گزشتہ ۱۸ برس سے دونوں ممالک کے درمیان سرحدوں پر غیر مسلح جنگ پڑیں، جارحانہ گشت اور اشتغال انگریز فوجی تعمیرات کا سلسلہ جاری رہا، جس کے نتیجے میں چین کے ملوث ہونے کا بہت زیادہ امکان موجود ہے۔

افنازستان، کشمیر اور پاکستان کے موجودہ حالات میں سبقت میں جیش محمد جیسے پاکستانی گروپوں کے بھارت کے خلاف اشتغال انگریز رہشت گرد محتله کے امکان کو روئیں کیا جا سکتا۔ ۲۰۱۹ء میں بھارت پر آخری رہشت گرد محتله کے جس کے نتیجے میں چین اور بھارت میں خونی تصادم کی فحہاں کل طور پر سازگار ہو چکی تھی۔ ۲۰۱۹ء کے ابتداء میں بھارت اور پاکستان تعلقات میں کشیدگی کا اثر بھی بیچگ اور اپنی تعلقات پر پڑا۔ کیوں کہ پاکستان چین کا قریب ترین شراکت دار ہے۔

ستقبل کے بھر ان کے دوران دونوں ممالک کے درمیان دیگر شعبوں میں بھی کشیدگی میں اضافہ ہو سکتا، یعنی دونوں جاپ سے تخلی کے مظاہرے کا امکان کم ہے۔ مثال کے طور پر مستقبل میں بھارت کی حساس تنصیبات پر چینی سائبر حملہ بھارتی رہنماؤں پر شدید عوامی دباو ڈالے گا لیکن یہ اندازہ لگانا مشکل ہے کہ مستقبل میں دونوں ممالک کشیدگی میں اضافہ کرنا چاہتے ہیں یا ان کو ترجیح دیں گے۔ اسی طرح اگر بھارت چینی تجارت اور سرمایہ کاری میں نئی رکاوٹیں کھڑی کرتا ہے تو جیلن اس کا سخت جواب دے سکتا ہے، جیسے بھارت کی دواں کی صنعت کو ہم خام مال کی فراہمی روکنا۔ ۲۰۱۵ء میں سی پی ایم نے جیلن اور بھارت کے درمیان دیگر تازعات کی نشاندہی کی، جو کسی سرحدی تازع کے ساتھ ہی بیک وقت بہڑک سکتے ہیں۔

جس میں دونوں ممالک کی بھری کا ایک دھرمے کے سامنے آ جانا اور تبہت میں دلائی لامہ کے حوالے سے کوئی ڈرامائی پیش رفت شامل ہے۔ بھر ان کی صورت حال میں بھارت اور جیلن کے لیے اپنا رغل اپنے سیاسی اور تزویری اتنی مقاصد کے حصول تک محدود رکھنا مشکل ہو جائے گا۔ ۲۰۲۰ء کی سرحدی جھپڑتازع کے پہاں میں ناکامی کی ایک مثال ہے۔ کوئی فریق بھی اعتدالیں کر سکتا کہ دوسرا فریق تازع کو کس حد تک بڑھاوادے گا، اسی لیے بھارت اور جیلن کے تعلقات ایک غیر یقینی دور میں دھل ہو چکے ہیں۔ امریکی انتظامیہ طاقت جیلن کا مقابلہ کرنے کے لیے مسلسل واٹکن اور جنی وہی کے درمیان اسٹریٹجیک شرکت داری کو فروغ دیئے کی کوشش کر رہی ہے۔ صدر بایدن نے امریکا اور جیلن کے درمیان تعلقات کو اپنی مسابقات کی اہمیت بڑھ جاتی ہے۔ لیکن خطرہ بھی مزید بڑھ جاتا ہے، خاص کر جیلن اور بھارت کے قریبی تعلقات کی صورت حال میں اضافہ کرتا جائے گا۔ اس طرح کی صورت حال جیلن اور بھارت کی سرحدی تازع کے خطرے کو بڑھا دے گی۔ جس کے نتیجے میں بھارت اپنے زیمنی سرحد کے ساتھ فوج کی تیاری میں اضافہ کرتا جائے گا۔

یہ ایک اور بھارت کے قریبی تعلقات کی اہمیت بڑھ جاتی ہے۔ اسی لیے اندھا نہیں کہ اسی میں اضافہ کرتا جائے گا۔ اس طرح کی صورت حال جیلن اور بھارت کی سرحدی تازع کے خلاف بھارت کے آزادانہ دفاع کی صلاحیت کو بڑھانا ہے، تاکہ مستقبل میں بھارت زیادہ مضبوط انداز میں جیلن کا سامنا کر سکے۔ اس کے لیے تازع زیمنی علاقوں میں بیجنگ کی فوجی برتری کو کم کرنا ہو گا اور چینی سایبر حملے اور معافی دباو کے مقابلے کے لیے بھارت کی صلاحیت میں اضافہ کرنا ہو گا۔

اگر تصادم کے بعد بھارت عکری اور معافی طور پر کمزور ہو جائے گا تو نئی وہی کی جیلن کا مقابلہ کرنے صلاحیت پر فرق پڑے گا اور خاص کر جیلن کو روکنے کے امریکی وسیع تر مقصد کا

اور کار آمد رغل دینے کی پالیسی کی صلاحیت پیدا کرنی ہو گی تاکہ جیلن اور بھارت کے درمیان ایک بار پھر اپنی اپنی خطرناک صورت حال سے بچا جاسکے۔ امریکی حکمت عملی امریکی ترجیحات کا درست امتحان ہوئی چاہیے۔ جس کے ذریعے ناصرف بھارت اور امریکا کی شراکت داری میں بہتری آئے بلکہ بھارت اور جیلن کے درمیان تعلقات بھی خراب نہیں ہوں۔ سب سے پہلے تو امریکا کو بھارت کی چارخانہ صلاحیت کے بجائے دفاعی صلاحیت کو بہتر بنانا ہو گا، تاکہ چینی فوجی اقدام کا بروقت اندازہ کر کے رغل دیا جاسکے۔ بھارت کو جیلن کے ساتھ ایک لہی اور مشکل سرحد پر اتنی جسی جمع کرنے اور معلومات کا بروقت تحریک کرنے کی صلاحیت سے فائدہ ہو گا۔ امریکا پہلے ہی اس حوالے سے اقدامات کرتا رہا ہے۔ مثال کے طور پر ۲۰۲۰ء کے موسم سرما میں بھارت کو دو ایم کیو ہبی ڈرون فراہم کیے، مزید ڈرون بھی فراہم کیے جانے چاہیں۔ تاہم بعض اطلاعات کے مطابق امریکا اور بھارت کے درمیان مزید ۳۰۰ ڈرون کی فروخت پر کام ہو رہا ہے، لیکن اب تک حقیقی معاہدہ ہونہیں پایا۔ سرحد پر جیلن کی جانب سے کسی تجاوز کی بروقت اطلاع کے لیے بھارت کو امریکا کے بغیر پاک نگرانی کے طیارے اور دیگر حاس عینکا لوچی فراہم کی جانی چاہیے۔ جیلن اور بھارت کی سرحد پر مشکل پہاڑی علاقوں پر نظر رکھنے کے لیے خصوصی سنگر کی تیاری میں امریکا اور بھارت کے فوجی انجینئرنوں کو آپس میں تعاون کرنا چاہیے۔ امریکا اور بھارت کے درمیان اتنی جس کے تبادلے کے حوالے سے بیانی دعویٰ معاہدے پر پہلے ہی بات چیت ہو چکی ہے۔ لیکن معلومات مجع کرنے والے امریکی پلیس فارم تک بھارت کی محفوظ رسانی حاس عینکا اور بھارت کی سرحد پر انتہائی سختی ہے۔ واٹکن کو اس حوالے سے کام کو آسان بنانے کے لیے اقدامات کرنے چاہیں۔ امریکا کو بھارت کے ساتھ سائبر بات چیت کے درمیان چینی سایبر حملے سے ٹھیک کرنے کے لیے بھارت کی مدد کرنی چاہیے۔ جیلن کی جانب سے اکتوبر ۲۰۲۰ء میں ہمی کے ایکٹر گرڈ پر حملہ گھس ایک انتباہ ہوا۔ جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ چینی ہیکرز پہلے ہی بھارت کی حساس تنصیبات کے اندر سراہست کر چکے ہیں۔ جو بھارت کے لیے بڑی خطرے کی علامت ہے۔ اس یقینی خطرے کے خلاف بھارتی صلاحیتوں کو بڑھایا جاسکتا ہے، اس حوالے سے امریکا کو یعنیکی مہارت فراہم کرنی چاہیے، خاص کر دونوں ممالک کی داخلی سلامتی کے ذمہ دار

اقدامات کے ساتھ بھارت کی سفارتی مدد بھی شامل ہو، تاکہ چینی دباؤ کا مقابلہ کیا جاسکے اور چین کی حوصلہ افزائی کرتے ہوئے ر وقت کشیدگی میں کمی کا راستہ کھو جاسکے۔

(ترجمہ: سید طالوت اختر)

"Preparing for heightened tensions between China and India". ("cfr.org". April 19, 2021)

لیقیہ: بائیڈن حکومت میں

اسرائیل و سعودی عرب کو دی گئی رعایت کا خاتمه

غیر قانونی ہے۔ امریکا اقوام متحدہ کے اندریا کسی بھی میں الاقوامی ادارے میں اسرائیل کی سرگرمیوں سے متعلق اب اسرائیل کا دفاع نہیں کرے گا۔ امریکا اس بات پر زور دے گا اور اسے ٹھیک نہیں کاہر امریکی حکومت کے فذ کو باد کاری یا اتحادیوں کی نظری کے مکملز کے لیے استعمال نہیں کیا جائے گا۔ بائیڈن یہ بھی واضح کر چکا ہے کہ تنازع علاقے پر اسرائیل کی جانب سے کی جانے والی پیش بندی کے نتائج خطرناک ہوں گے، جس میں امریکا ادارے سے ہاتھ روک لے گا اور اسرائیل کو تسلیم کیے جانے کے موقف پر بھی نظریاتی کی جائے گی۔

ایران اور اسرائیل کے درمیان نیکیتہ معاہدے کو اگر سعودی عرب نے غیر موثر بنانے کی کوشش کی تو بائیڈن کے پاس سعودی عرب کو قابو میں کرنے کے بہت سے راستے موجود ہیں ان میں محمد بن سلمان پر پابندی لگانا بھی شامل ہے، اس کے کرائے کے قاتلوں اور خانجی کے قتل کے بارے میں چھپائے گئے حقائق کے انکشافتات کی دھمکی کے ذریعے بھی محمد بن سلمان کو قابو میں رکھا جا سکتا ہے اس کے علاوہ مستقبل بیانوں پر محمد بن سلمان سے رابطہ ثابت کرنا، یہ واضح کرتا ہے کہ امریکا بین الاقوامی عدالت میں یمن چنگ کے ذمہ دار سعودی عرب کو لانے والے دوسرے ممالک کی راہ میں کھڑا نہیں ہو گا، سعودی عرب میں انسانی حقوق کی خلاف ورزی کے لیے ہم جوئی، اسلحے کی خرید و فروخت میں رکاوٹ کے ذمہ دار سعودی عرب سے واپس بلانا، سعودی عرب کو سفارتی سطح پر ناپسندیدہ بنانا، کاربن کے اخراج پر سعودی عوام کا حکومت پر دباؤ کا لاملا، علاقائی تحفظ کے لیے سعودی عرب پر دباؤ کو ال کار ایران کے ساتھ دنہ اکرات کی میز پر بھانا بھی شامل ہیں۔

"How Biden will end the Trump sugar high for Israel and Saudi Arabia".

("politico.com". February 22, 2021)



امداد میں کمی کے نتیجے میں اسلام آباد پر واشنگٹن کا اثر و رسوخ کم ہو چکا ہے۔ چین پھر بھی پاکستان کی کمزور معیشت اور اس کی غرب سے بہتر تعلقات کی خواہش کا فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے۔ امریکا پاکستان کو حالیہ جنگ بندی پر قائم رہنے اور اپنے ملک میں موجودہ بہشت گردوں پر کڑی پا بندی عائد کرنے کی ترغیب دے سکتا ہے۔ اس کے لیے بائیڈن انتظامیہ کو ایف اے ائی ایف کے ذریعے پاکستان کو بیک لست کرنے کا خاطرہ برقرار رکھنا ہوگا، جس کے ذریعے پاکستان پر مالی پابندیاں عائد کی جاسکیں۔ اس کے ساتھ ہی واشنگٹن کو شراکت داری کو مضبوط بنانے کے لیے باہمی تجارت اور سرمایہ کاری کے لیے نئے اقدامات پر بات چیت کی اسلام آباد کی پیشکش کو قبول کر لیما چاہیے۔ بھارت کے ساتھ و دو طرفہ بات چیت میں امریکا کو قریبی اسٹریٹجیک تعلقات قائم کرنے پر زور دینا چاہیے، تاہم یہ بھی واضح کر دینا چاہیے کہ چین اور بھارت کے طرح منصوبہ بندی کرنی چاہیے کہسی بھی ایک ریاست کے خلاف اقدام کی قیمت چین کو معاشی طور پر بھاری پڑے۔ یہیں چین کے خلاف قدم تاخیر سے اٹھانا چاہیے، تاکہ بیجنگ کو بکھر فہ اقدام کے دعیل سے متبرک کیا جاسکے اور کشیدگی میں اضافے سے بچا سکے۔ جہاں تک ممکن ہو سکے کوڈ ممالک کو چین کے معاشی دباؤ کا مقابلہ کرنے کے لیے بھارت کی صلاحیت کو بہتر بنانے کا تبادل منصوبہ بھی بنانا چاہیے۔ مثال کے طور پر اہم صفتتوں کے لیے حساس خام مال کی تھیز مرد میں فراہمی کا انتظام کیا جاسکے۔

امریکا کو چین، بھارت اور پاکستان کے درمیان تجہیز کے فروغ اور تنازعات کے پر امن حل میں رکاوٹ کو دور کرنے کے سرو تعلقات کاری کا استعمال کرنا چاہیے۔ امریکا اور چین کے سرو تعلقات کی وجہ سے مستقبل میں امریکا، بھارت اور چین کے درمیان سفریاتی بات چیت کا امکان نہیں ہے، پھر بھی واشنگٹن کو بیجنگ کے سامنے چین اور بھارت کے درمیان بھر جان کی صورت میں پیدا اخطرات کے حوالے سے اپنے خدشات کا تکمیل کرنا چاہیے اور واضح کر دینا چاہیے کہ نئی دبلي کے لیے امریکی مدد و دفاع مضبوط کرنے کے لیے قریبی مشاورت کرنی چاہیے، تاکہ ۲۰۲۰ء میں چین اور بھارت کے درمیان کوئی ایشیا کے حوالے سے مخصوص بھی مقاصد اور تحفظات کو بھجننا ہو گا، تاکہ نئی دبلي کی پالیسی پر چین کے دعیل اور پاک بھارت تعلقات میں پیش رفت کا بہتر اندازہ لگایا جاسکے۔

گزشتہ ۱۵ ایس کے دوران پاکستان کے لیے امریکی

مودی کے عالمی خواب کا خاتمه

Sushant Singh

گریوئی مودی کی خواجہ پالیسی کی کامیابی نہیں بلکہ کورونا کی وجہ سے گرفتی صورتحال میں ماسپہ کا لمحہ ہے۔

پتا لگتا ہے۔ کچھ عرصہ قبل بے شکر حکومت کی ویکیمین دوستی پروگرام کے سب سے پُر جوش حاصل تھے۔ جس کے تحت نئی ولی نے ۵۹ ممالک کو بھارت کی تیار کردہ ویکیمین آسٹرالیہ کا کی تقریباً ۲۲ راشاری ۲ ملین خوراکیں فراہم کیں، ویکیمین کے بکس پر مودی کی نمایاں تصاویر کا کمی گئی تھی۔ یہ ویکیمین تجارتی معاهدے، ووٹرفہ گرانٹ اور فریب ممالک کے لیے عالمی ادارہ صحت کی جانب سے ایکم کے تحت فراہم کی گئی تھیں۔ دریں اتنا بھارت میں ویکی نیشن کا عمل اپنیا مایوس کرن رہا ہے، دنیا میں سب سے زیادہ ویکیمین بنانے والا مالک ہونے کے باوجود بھارت کی محض ۴ فیصد آبادی کو ویکیمین کا کمی جا سکی ہے، کورونا کی دوسری لہر کے بے قابو ہونے کی وجہ سے بڑی وجہ تھی۔ ذاتی شان و شوکت کے لیے دنیا بھر میں ویکیمین بائنسے کے بعد مودی نے بھارت کی ۱۲ سالہ پالیسی پوری کر دی، اب وہ امریکا سے ویکیمین کی ۴ ملین خوراکوں کا انتظار کر رہے ہیں۔ حالانکہ بھارت آفات کے دوران یہ ورنی امداد وصول کرنے کے خلاف رہا ہے۔ امریکا اور دنیا چیزیں دوست ممالک سے بھارت کا امداد قبول کر لیا اچھی مثال نہیں، لیکن بھارت نے چین سے اپنی کشیدہ تعلقات کے باوجود وہاں کی امداد کو بھی قبول کر لیا۔ بھارتی وزیر اعظم کے لیے سب سے زیادہ توہین آئیز بات پاکستان کی جانب سے طلبی سامان کی فراہمی کی پیشکش کرنا ہے۔ صورتحال اس قدر افسوسناک ہے کہ بھارت کو جوہان جیسی چھوٹی ریاست سے روزانہ ۸۸ ہزار پاؤ ڈالٹا کسیجن درآمد کرنا پڑ رہی ہے۔ زیادہ تر بھارتی تسلیم کرتے ہیں کہ ان کا مالک گزشتہ سال معاشی بحران کا شکار رہا، اسی لیے یہ ورنی امداد قبول کرنا پہنچ دیا تاپنہ سے زیادہ مجبوری بن گیا تھا لیکن وہ اس پر کیا کہیں گے کہ وہا کے بدترین دور میں بھی نی دبلي میں ۲۰ رابر ڈارکی مالیت سے سرکاری دفاتر کی تغیری کا کام بلا روک ٹوک جاری ہے اور اس میں مودی کے لیے رہائش گاہ کی تغیری بھی شامل ہے۔

مودی نے کمی عالمی دوروں کے ذریعے بھارت کا تو قرار بڑھانے پر فخر کیا۔ ان کے قوم پرست حامی سمجھتے ہیں کہ بھارت امریکا اور چین کی طرح ایک عالمی طاقت بن چکا ہے، یہ تاثر اندومنی سیاسی فائدے کے ساتھ ہے، ہندوتو ایسا ہندو قوم پرست کے نظر یہ نہیں ہے، ان کی بالا دستی کو چکن بنایا تھا۔ لیکن اب اس صورتحال میں مودی کے حامیوں کا عالمی طاقت کا خوب بکھر پکا ہے۔ مودی کے حامیوں کو ایک بارہ تیسرا دنیا کے مالک کا شہری ہونے کی حقیقت کا سامنا کرنا ہو گا، جو

جب ۲۰۰۷ء میں ایشیا میں بزرگ اور سونا می آیا تو اس وقت کے بھارتی وزیر اعظم منوہن سنگھ نے فیصلہ کیا کہ بھارت آفات سے نمٹنے کے لیے دوسرے ممالک کی امداد قبول نہیں کرے گا بلکہ خود ہی ہنگامی صورتحال سے نمٹا جائے گا۔ انہوں نے کہا ”ہم خود ہی ہنگامی صورتحال سے نمٹنے کی صلاحیت رکھتے ہیں اور اگر ضرورت پڑی تو یہ ورنی مدد لیں گے۔“ یہ بھارت کی بڑھتی ہوئی معاشی قوت کے بارے میں ایک اہم سیاسی بیان تھا اور بات سیکھیں پر نہیں رکی بلکہ منوہن سنگھ کی حکومت نے ۲۰۰۵ء کے سمندری طوفان کے بعد امریکا اور ۲۰۰۸ء میں ہجوان کے بڑے لے کے بعد چین کو امداد کی پیش کش کی۔ یہ قومی فخر اور خود کفالت کا اٹھاڑا تھا اور امداد فراہم کرنے والے بڑے ممالک کے لیے ایک واضح پیغام بھی تھا۔ بھارت کے موجودہ وزیر اعظم نریندر مودی نے پالیسی تبدیل کرنے کے دباؤ کے باوجود ۲۰۱۸ء میں کیرالہ میں سیاہ کے دوران بھی یہ ورنی امداد قبول کرنے سے انکار کیا۔ لیکن مودی جنہوں نے خود انھمار بھارت کے نفرے کے ذریعے قوم پرستی کی مستقبل میں چلا کی اب اچانک پالیسی بدلتے پر مجبور ہو گئے ہیں۔

گزشتہ ہفتے بھارت سے آنے والی قصویروں میں ہڑک پر بخیر آسیجین مرتبے انسانوں کو دیکھا جا سکتا ہے۔ جن کی تدبیں کرنے والا بھی کوئی نہیں، پانوتوں کو انسان کی آخری رسومات کے لیے استعمال کیا جا رہا ہے، کورونا کی دوسری لہر نے پورے ملک کو بیٹھ میں لے لیا ہے۔ جس کے بعد مودی حکومت نے ۲۰ کے قریب ممالک کی جانب سے امداد کی پیشکش قبول کر لی۔ بھارتی سفارت کاروں نے آسیجین پانوں اور دوائیوں و دیگر سامان کے لیے غیر ملکی حکومتوں سے بات چیت کی ہے۔ بھارت کے اعلیٰ ترین سفارت کار ہرش وردھن شرمنگلے نے شرمناک بیڑن کی توجیح پیش کرتے ہوئے حکمتی فیصلے کی سوچل میڈیا پر تعریف کی انہوں نے لکھا ”ہم نے امدادی ہے، بھارتی مدد کی جا رہی ہے، اس سے پا گلانے کے کس طرح آزاد دنیا ایک دوسرے کے ساتھ کام کرتی ہے۔“ دنیا ایک دوسرے کے ساتھ کام کر رہی ہے،

لنسان سے بچ سکتے ہیں، لیکن ان کے لیے ملک کی عالمی ساکھ کو پہنچنے والے لنسان کا ازالہ کرنا آسان نہیں ہوگا۔

لبرل جمہوریت کی حیثیت سے بھارت کی ساکھ پہلے ہی ختم ہو یجی ہے، مگر حالات سے نہیں کے لیے ملک کی صلاحیت آج بھی ترقی پر ملکوں کے لیے ایک مثال تھی۔ لیکن کورونا کی دوسری لہر سے نہیں میں ناکام اور پیسے وصول کر لینے کے باوجود ایشیائی اور افریقی ممالک کو ویکسین فراہم نہیں کر پا، ایسا ننسان ہے جس کی بھرپائی ممکن نہیں ہے۔ بھارتی فی الحال مودی کی ناالی سے آنے والی انسانیت سوزتابی سے نہ رہے ہیں۔ جس سے نئی دلیل کے عالمی طاقت بننے کے عزم کو ایک دھچکا لگا ہے۔ مودی کے ماتحت وزیر خارجہ جے شکر بڑے خر سے بیگنیں مارنے تھے کہ وہ کئی گیندیں بیک وقت ہوا میں اچھانے کی صلاحیت رکھتے ہیں اور ایسے کہ کوئی بھی گیند زمین پر نہیں گرے گی۔ لیکن اب تمام گیندیں فرش پر پڑی ہیں اور ان گیندوں کو دوبارہ اٹھا کر کام شروع کرنے کے لیے ملک کو عاجزی، ایمانداری اور غیر معمولی کوششوں کی ضرورت ہوگی۔

(ترجمہ: سید طالوت اختر)
"The End of Modi's Global Dreams".
(Foreign Policy". May 3, 2021)

عاقلوں سے فوجیں واپس بلانے سے انکار کر دیا ہے۔ جس کے بعد دونوں فریقوں کے درمیان مذاکرات کے آخری دور میں بھارت کی ان عاقلوں پر چینی بخشے کے حوالے سے بات چیت کی کوشش ناکام ہو گئی۔ اب تنازع سرحد کے قریب مستقل عکسی افراست کپر تغیر کر کے چینی غوجوں کو تینات کر دیا گیا ہے۔ اگر بھارت کی جانب سے کبھی اپنی طاقت کا مظاہرہ کیا جانا تھا تو اس کی سب سے زیادہ ضرورت ابھی تھی، لیکن کورونا کی دوسری لہر نے صورتحال کو بالکل الٹ دیا۔ اسی طرح ان حالات کا نئی دلیل کے اسلام آباد سے بیک چینی مذاکرات پر کبھی اٹھ پڑے گا۔ جہاں پاکستان مکمل طور پر بھارت کی کمزور پوزیشن کا نامہ اٹھانے کی کوشش کرے گا۔ بھارت ان مذاکرات کو تراک بھی نہیں کر سکتا، کیوں کہ بھارت، جیں اور پاکستان سے بیک وقت مقابلے کی طاقت نہ ہونے کی وجہ سے اسلام آباد سے مذاکرات پر محروم ہوا ہے۔ وبا سے ملک اور میشہت کو پہنچنے والے لنسان سے بھارت کے نیتھر اسے اضافہ ہو گیا، جس سے پاکستان کو مذاکرات میں غیر متوقع نامہ پہنچ گا۔ اگرچہ بھارتی سفارتکار اب بھی بیگنگ اور اسلام آباد کے ساتھ مذاکرات میں کسی ارب خوارکیں تقسیم کرے گا۔ اس ویکسین کے لیے سرمایہ امریکا اور جاپان کو فراہم کرنا تھا، جبکہ ویکسین کی تیاری بھارت میں ہوتا تھی اور ویکسین کی تقسیم آسٹریلیا کو کرنا تھی۔ اس اقدام کا مقصد گروپ کے سکورٹی مرکز ہونے کے تاثر کو دور کرنا اور چینیں کے مقابلے میں اپنی ساکھ کو بہتر بنانا تھا۔

بھارت کی جانب سے وبا سے متاثرہ اپنے شہریوں کو ویکسین کی فراہمی میں مشکلات کے بعد کواؤ کی جانب سے مقررہ وقت پر ایک ارب ویکسین کی خوارکوں کی تقسیم کا امکان ختم ہو چکا۔ جس کے نتیجے میں بھارت لکھڑا کی ساکھ کو شدید لنسان پہنچ گا۔ اگر وبا کے نتیجے میں بھارت لکھڑا جاتا ہے تو کواؤ کا امریکی خواب کبھی حقیقت نہیں بن سکے گا۔ بیگنگ پہلے ہی بھارت کی کمزوریوں سے نامہ اٹھانے کے لیے آگے بڑھا رہا ہے تاکہ جنوبی ایشیائی ممالک کے ساتھ اپنے تعلقات کو ہرید مسلکم کر سکے۔ گزشتہ میں پہنچنی وزیر خارجہ نے افغانستان، بگدادیش، نیپال، پاکستان اور سری لنکا کے ہم منبوذوں کے ساتھ کورونا کے حوالے سے تعاون کے لیے اجلاس کیا، جس میں بھارت موجود نہیں تھا۔ اگرچہ افغانستان، بگدادیش، نیپال اور سری لنکا کو بھارت کی جانب سے کچھ ویکسین فراہم کی گئی ہے، لیکن اس سے زیادہ کی توقع کی جاری تھی۔ نئی دلیل کی جانب سے اپنے کمرش وحدے پورے نہ ہونے کے بعد یہ ممالک ویکسین کی فراہمی کے لیے بیگنگ کی جانب دیکھ رہے ہیں۔ ایشیا کی دوڑی طاقتیوں کے درمیان پرکشش اور باعتماد ہونے کی دوڑگی ہے، جس میں بھارت چین سے پیچھے ہوتا جا رہا ہے۔ چین پہلے ہی تنازع سرحد پر بھارت پر دھاؤال چکا ہے۔ لداخ میں کشیدگی میں کی کے باوجود چین نے گزشتہ موسم گرم ماں میں بھارت کے زیر قبضہ

آپ کی توجہ مطلوب ہے!

- ۱۔ اسلامک ریسرچ اکیڈمی، کراچی ہر ماہ کی بیلی اور ساہویوں تاریخوں کو "معارف فیچر" شائع کرتی ہے۔ "فیچر" بلا قیمت ارسال کیا جانے والا پہنچ روزہ ہے۔ جب بھی کسی صاحب علم یا طالب علم کی طرف سے "معارف فیچر"، جاری کرنے کی خواہش کا اظہار ہم تک پہنچتا ہے، ہم بلا تاخیر پر چہ جاری کر دیتے ہیں۔
 - ۲۔ لیکن جیسا کہ بہت سے قارئین کو علم ہے کہ ایک سال تک پر چہ جاری رکھنے پر ادارہ کو تقریباً /۵۰۰ روپے کا فرچ برداشت کر رہتا ہے۔ لہذا ہم بجا طور پر یہ امید رکھتے ہیں کہ پر چہ ملنے کے بعد ہمارے قارئین میں سے جن جن کے لیے ممکن ہو گا، وہ کم از کم اپنے حصہ کی رقم (۵۰۰ روپے سالانہ) از خود اور بلا طلب کسی مناسب ذریعہ سے اسلامک ریسرچ اکیڈمی، کراچی، کو بھوادیں گے۔ نیز خود ہم اگلے گروں کے لیے بھی اس طریقے پر عامل رہیں گے۔ ان شاء اللہ!
 - ۳۔ زر تعاون (Contribution) یا عطیہ (Donation) پر بھیجا آپ کا خاص رضا کارانہ (Voluntary) عمل ہے۔ ہم اسے نہ لازم کرتے ہیں نہ طلب کرتے ہیں نہ پر چہ بھیج کی شرط قرار دیتے ہیں اور نہ اس کی عدم وصولی پر "فیچر" کی تریم مختص کرتے ہیں۔
- ہم آپ کے تعاون دعاوں، مشوروں اور تصوروں کے لیے مونوں ہوں گے۔

نوٹ: زر تعاون اور عطیات کے چیک/ اور افٹ وغیرہ پر

Islamic Research Academy Karachi

لکھیے لکھاویئے۔ براہ کرم کراچی سے باہر کے بیک کا چیک نہ بھیجئے۔ خاصی رقم بیک چار جز کے نام سے کٹ جاتی ہے۔ خط و کتابت اور تریم زر کے لیے ہمارا ہے:

D-35, Block-5, F.B. Area, Karachi - 75950, Tel: (92-21) 36809201, 36349840

کورونا کی وبا اور مودی کی دارصہی

Pallavi Aiyar

معاملہ صرف یہاں تک آ کر رکھنیں جاتا۔ مودی جی نے یہ تاثر پروان چڑھانے کی بھی بھرپور کوشش کی ہے کہ وہ ایک بڑے نمذہ بڑے ہیں اور قوم کا درود ان کے دل میں بہت زیادہ ہے۔ وہ خود کو مفترکھر ان کے طور پر پیش کرنے کی کوشش کر رہے ہیں جو قوم کے تمام مسائل کا علم اور درکھاتا ہے۔ خود کو سادھو کے سے انداز میں پیش کرنے کا بنیادی مقصود یہ ہے کہ عام ہندو کو یقین دلایا جائے کہ اب ان کے لیے ایک نجات دہندہ یا مصلح بھیجا جا چکا ہے الہاماً گھرانے کی ضرورت نہیں۔ یہ وہ ملک مودی جی کے ایجادے کو حیرت کے ساتھ دیکھتا جاتا رہا ہے مگر اب شاید زیادہ ابہام باقی نہ رہے۔

زیندر مودی اور برتری پسندی

۲۰۱۳ء میں ہر کمز میں برس اقتدار آئے کے بعد سے اب تک زیندر مودی نے قدم قدم پر یہ بھرپور تاثر دیا ہے کہ وہ برتی پسند ان ان ہیں۔ اس کا تجھیہ یہ آمد ہوا ہے کہ ان کے دور حکومت میں بھارت کی انتیقوں کے لیے صرف مسائل پیدا ہوئے ہیں۔ ان کی شکایت سننے والا کوئی نہیں۔ ان کے دیہی مسائل حل کرنے کی طرف متوجہ ہونے والا کوئی نہیں۔ مودی اور ان کی ٹیم انتہا پسندی پر یقین رکھتی ہے جس میں معاشرے کے انتیقی طبقات کے پیشے کی زیادہ گنجائش نہیں۔ سکھ پر بوار کے لوگ یعنی انتہا پسند ہندو چاہتے ہیں کہ ملک کی سیکولر شناخت غنم ہو اور اسے ہندو ریاست کا درجہ دے دیا جائے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ بھارتی معاشرے میں دیگر نہ اب سے تعقیل رکھنے والوں کے لیے واحد راست یہ چھوڑا جائے کہ جو کچھ بھی ہندو اکثریت کرے اُسے بلاچوں چرا قبول کیا جائے۔ بھارت ہزاروں سال سے مختلف نسلوں اور نماہب سے تعقیل رکھنے والوں کا ملک رہا ہے اور یہ سب مل کر رہے آئے ہیں، مگر مودی اور ان کے رفتائے کا اس حقیقت کے خلاف جا کر یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ بھارت صرف ہندوؤں کا ہے۔ ہزاروں سال سے ساتھ رہنے والوں نے جمہوریت اور اتحاد رائے کی آزادی کو بھی گھٹلے دل سے قبول کیا۔ ۱۹۴۷ء میں انگریزوں سے آزادی ملنے پر بھی بھارت میں جمہوریت ہی پروان چڑھی اور ایک دوسرے کو جو قول کرنے کا کچھ بھی مقبول رہا مگر اب مودی اور ان کی ٹیم نے مل کر ملک کو انتہا پسندی اور نگہ نظری کی طرف رکھلی دیا ہے۔ ہندو ازام میں شرک نمایاں حقیقت ہے۔ پیشتر ہندو ۳۵ کروڑ دیوبی دیوتاؤں کا وجود تسلیم کرتے ہیں۔ دوسری طرف

تعلیق پایا جاتا ہے یعنی یہ کہ داڑھی بڑھتی جا رہی ہے اور

معیشت بگھٹتی جا رہی ہے۔ معیشت کے تمام ہی شعبے کمزوری کا مظاہرہ کر رہے ہیں۔ صنعتی شعبے کا حال سب سے بُرا ہے مگر زیندر مودی کی داڑھی ہے کہ مسلسل بڑھتی رہی ہے۔

دنیا بھر میں داڑھی اور بالخصوص بھی داڑھی کو مردانہ وجہت، طاقت اور اولاد احراری کی علامت کے طور پر دیکھا جاتا

ہے۔ زیندر مودی نے خود کو بھارت کے اسٹرائل میں، پرہیں اور نجات دہندہ کے طور پر پیش کرنے کی کوشش کی ہے۔

سیاست میں آئنے کے بعد سے اب تک وہ اپنے حامیوں کو بھی باور کرنے کی کوشش کرتے رہے ہیں کہ اب بجکہ وہ آپکے ہیں، کچھ بھی ایسا دیباقی نہیں رہے گا، تمام مسائل حل ہو جائیں گے اور ملک کو افاس اور قزل سے نجات مل جائے گی۔

مودی کی داڑھی دیکھ کر لوگ قیاس کے گھوڑے دوڑاتے

رہتے ہیں۔ سیاسی مخالفین نے زیندر مودی کی داڑھی کے حوالے سے پُر لطف جملے گھر نے اور پھیلانے میں تامل کا مظاہرہ کیا ہے نہ تاخیر کا۔ کوئی کہتا ہے کہ لاک ڈاؤن کے دوران چونکہ ملک بھر میں جاموں کی دکانیں بند تھیں اس لیے زیندر مودی کو کسی جام کی خدمت میرمنہ ہو گئی۔ کسی نے یہ کہتے ہوئے مودی جی کا تخریاز ہا ہے کہ بھارتی وزیر اعظم کو چونکہ ہر وقت قوم کا غم ستاتا رہتا ہے اور وہ بھروسہ عالم کے کاموں میں بہت مصروف رہتے ہیں اس لیے انہیں جامات بخواہنے کا وقت ہی نہیں مل پا ہے۔

کوئی کچھ بھی کہے، زیندر مودی نے داڑھی بڑھا کر اپنی

سیاسی شناخت کو ایک نیست، نیا چہرہ دینے کی بھرپور کوشش کی

ہے۔ بھارتی آئیں سیکولر ہے۔ مودی جی یہ پیغام دیانا چاہتے ہیں کہ وہ سیکولر ازام پر یقین نہیں رکھتے اور یہ کہ ہندو ازام کی

ایک علامت کے طور پر انہوں نے داڑھی رکھ کر خود کو نگہ ہندو

ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ بھارت میں سادھو، سیاسی بھی

داڑھی رکھتے ہیں۔ لبی داڑھی بھری مدھیت کی ایک تابندہ

کمال کو پہنچ چکی ہے۔ زیندر مودی کی داڑھی نے بھارت میں

ایک نی گھریلو صنعت کو جنم دیا ہے، یہ گھریلو صنعت ہے زیندر

مودی کی داڑھی کے بارے میں سوچنا، اندازے لگانا کہ وہ

اس کے ذریعے کیا حاصل کرنا چاہتے ہیں!

زیندر مودی کی داڑھی پر ان کے سیاسی مخالفین نے اچھی

خاصی تقدیم کی ہے۔ مغربی بنگال کی وزیر اعلیٰ ممتاز بیز جی کہتی

ہیں، ”مودی جی کی داڑھی اور بھارتی معیشت میں بالکل اکا

موچھوں کی طرح داڑھی کو بھی عام طور پر سرداگی کی ایک

تابندہ علامت کے طور پر لیا جاتا ہے۔ بھارت کے وزیر اعظم

زیندر مودی اپنی داڑھی کو منفرد سیاسی شناخت کے طور پر بروئے کار لانے کی کوشش کر رہے ہیں۔

کورونا وائرس کی نیا ہر کے دوران بھارت کو ہلاکر رکھ دیا ہے۔

کورونا کی نیا ہر کے دوران بھارت کا جو حال ہوا ہے اُسے

وکچک ایک دنیا ہر ان ہے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ یومیہ سالاٹھے

تین چار لاکھ نے کھس دیکھ کر دنیا بھر میں لوگ خوفزدہ ہو گئے ہیں۔ بھارت آبادی کے اعتبار سے جن کے بعد دوسرا بڑا

ملک ہے۔ اتنے بڑے ملک میں بھر طرز حکمرانی اور اچھی

حکومت کا رکورڈی یعنی بنا بہت مشکل ہے۔ کورونا کی دبائے

ہاتھوں بھارت کو جس صورت حال سے دوچار ہونا پڑا ہے اُسے دیکھ کر زیادہ حیرت اس بات پر بھی ہے کہ بھارت نے

کچھ مدد قبل کورونا کی وبا پر قابو پانے کے حوالے سے قابل رہیک، بلکہ مثالی نوعیت کی کا رکرگی کام مظاہرہ کیا تھا۔

بھارت میں صحیفہ عالمہ کا نظام آگر کمزور دکھائی دیا ہے اور بعض مقامات پر کورونا کی وبا کو کثروں کرنے میں مکمل ناکامی

کا سامنا کرنا پڑا ہے تو اس میں حیرت کی کوئی بات نہیں کیونکہ کورونا کی وبا سے نہیں کے معاملے میں بعض ترقی یا تبدیلی ک

نے بھی خاصی کمزوری دکھائی ہے۔ دنیا بھر میں بھارتی وزیر اعظم کے جلیے میں تبدیلی کو حیرت کے ساتھ دیکھا گیا ہے۔

انہوں نے خاصی بھی داڑھی رکھی ہے۔ گزشتہ رس جب سے

کورونا کی وبا نے بھارت میں جڑ پکڑنا شروع کیا تھا اسے

اب تک زیندر مودی اپنی داڑھی کو پرے کر خود کو نگہ ہندو

مصروف رہے ہیں۔ اب ان کی داڑھی بہت حد تک درجہ

کمال کو پہنچ چکی ہے۔ زیندر مودی کی داڑھی نے بھارت میں

ایک نی گھریلو صنعت کو جنم دیا ہے، یہ گھریلو صنعت ہے زیندر

مودی کی داڑھی کے بارے میں سوچنا، اندازے لگانا کہ وہ